خواجہ غریب نواز آرگنائزیشن کی جانب سے ماہِ نور کا تحفہ

عید میلادِ مصطفیٰ ﷺ

تحقیق و ترتیب:

فرحان قادری



KHWAJA GHAREEB NAWAZ
ORGANIZATION

ذکر مولد نعمۃ اللہ



مرتب

محمد فرحان قادری

(متعلم شعبہ تاریخ مولانا آزاد کالج)

تصدیق ونظر ثانی

استاد الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد ظہور الحسن رضوی

مفتی ومدرس الجامعہ الحسینیہ نظامیہ، درگاہ شریف جلکی، کٹیہار (بہار)

خطیب ملت حضرت مفتی طاہر حسین مصباحی

ٹکیہ پاڑہ، ہوڑہ

ناشر

خواجہ غریب نواز آرگنائزیشن، کلکتہ

کتاب کا نام : عید میلادِ مصطفیٰ
مرتب : محمد فرحان قادری
صفحات : 92
تعداد : 1000
سال اشاعت : 2019ء
کمپوزنگ : ضیاء الحق، محمد واجد
مطبع : ڈیجیٹل گرافکس
6/رتا لتلہ لین، کلکتہ-700014

EID MILAD E MUSTAFA

By :

Md. FARHAN QADRI

Edition : 2019

Published by :

Khwaja Gharib Nawaz Organisation
Kolkata

فہرست



پیش لفظ

اس مختصر کتاب کا مقصد عید میلاد النبی کے تعلق سے عوام المسلمین میں مستند معلومات پہنچانا ہے۔ کتاب کی ترتیب میں محققین و مورخین اور علمائے اہلسنت کی کتابوں سے خاطر خواہ مدد لی گئی ہے۔ اول تو میں اپنے استاد حضرت علامہ قاری محمد نور عالم صاحب خطیب و امام ناخدا مسجد کا ممنون ہوں کہ ان کے کتب خانے سے مطلوبہ کتب حاصل ہوئیں نیز ان کی ہی قیادت میں کتاب کی ترتیب مکمل ہوئی۔ اس کے بعد میں حضرت مفتی ظہور حسن رضوی صاحب قبلہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تحریر کے کچھ حصص کا مطالعہ کیا اور اپنا قیمتی وقت نکال کر موضوع اور کتاب کے متعلق ایک شاندار جاندار مضمون تحریر فرمایا۔ حضرت علامہ مفتی طاہر حسین مصباحی صاحب نے بھی کتاب کے کچھ حصوں کا مطالعہ کیا اور حتی الامکان تصحیح فرمائی۔ میں ان علمائے کرام کا تہِ دل سے مشکور ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ اہل علم میری اس ادنٰی سی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔

گر قبول افتد زہے عزت و شرف

احقر العباد

محمد فرحان قادری

(خواجہ غریب نواز آرگنائزیشن، کلکتہ)

موبائل : 9883973988

تقریظ

عجب دور قیامت ہے کہ ادب کی جگہ بے ادبی اور تعظیم کی جگہ تذلیل نے لے لیا ہے اور ہونی بھی ان ہونی واضح بھی غیر واضح اور ثابت بھی غیر ثابت ہونے لگا ہے اور انسان اعتراض و بحث کا شوقین اور حجت کا عادی بن چکا ہے۔ بے کارسی باتوں میں پڑا رہنا تمدن سمجھ لیا گیا ہے گویا ہر اچھائی میں برائی اور ہر خرابی میں اچھائی نظر آنے لگی ہے جس چیز کے لیے کبھی بڑے سے بڑے لوگ جان دینے کو تیار رہتے تھے اب وہی جان لیوا تصور کیا جانے لگا ہے جسے لوگ بے چوں و چرا مان لیا کرتے تھے آج وہی بہت بڑا سوال بن کر رہ گیا ہے۔ منہ میں تو دعویٰ انسانیت ہے مگر کام آدمیت کے خلاف کیا جارہا ہے بس آدمیت کیا ہے؟ ایک بے جان حیوان کا پتلا —— اللہ کی پناہ! جہاں کوئی جائے سوال ہی نہ تھا وہاں عظیم سوال کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اے کاش آدمی حقیقت کی نظر پاتا اور انسان سچائی قبول کر لیتا ایک زمینی حقیقت تسلیم کر لی جاتی!

۱۲ ربیع الاول میں میلاد النبی کی خوشی اور اس میں مسرت کا اظہار ایک سچے مومن کی پہچان اور اس کے جذبۂ قلبی کا اعلان ہے جس میں نہ کسی قسم کی برائی ہے نہ کوئی قباحت شرعی۔ نہ

دلیل کی حاجت نہ بحث کی ضرورت، بلکہ ہر مسلمان کا ایمان بولتا ہے کہ رحمت دو جہاں نبی آخرالزماں کی ولادت پاک کی خوشی یقیناً جذبۂ ایمانی کا ایک حصہ اوراخوت اسلامی کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔اس میں نعرۂ تکبیر ونعرۂ رسالت کے ساتھ نعت نبی اور حمدِ الٰہی پڑھتا ہوا جلوس سیرت طیبہ کا عکس ونمونہ اور زیادتیِ خوشی کا سبب ہے کیوں کہ آدمی کی فطرت گواہ ہے کہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کی پیدائش کی خوشی کا اظہار کرتا اور لوگوں کو دعوت دے کر بلاتا، اکٹھا کرتا اور لذیذ سے لذیذ تر کھانا وغیرہ پکا کر کھلاتا ہے تو پھر اپنے پیارے نبی جو سارے نبیوں کے نبی ہیں ان کی پیدائش پر کیوں نہ خوشی منائیں؟— خود ہمارے آقا نے اپنی ولادت کا تذکرہ اور اس میں خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔اسی لیے صحابہ کرام سے لے کر سلف وخلف علماء ومشائخ اور سارے بزرگان دین وصالحین خاص وعالم مسلمین بلکہ پوری امت اس پر بہار موقع پر آج تک خوشی مناتی چلی آرہی ہے اور دشمنانِ دین نے بھی اپنی کتابوں میں اس پر خوشی منانے کا حکم بھی دیا ہے اس پر دلیل مانگنے والا یا اس کا انکار کرنے والا قطعی صالحین کے راستے پر نہیں—

دشمن احمد پر شدت کیجیے ملحدوں کی کیا مروت کیجیے
کیجیے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کا فر پر قیامت کیجیے

زیر نظر کتاب ''عید میلاد مصطفیٰ'' انہیں مناظر کے بیان کا آئینہ دار ہے۔یوں تو اس موضوع پر اپنے اپنے دور میں بے شمار زبانوں میں کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔یہ کتاب ایک نئی نوعیت کی حامل ہے۔فقیر نے اس کے عنوانات دیکھے کہیں کہیں سے چند صفحات پر سرسری نگاہ ڈالی، ترتیب عنوان اسلوبِ بیان بڑا دلکش نظر آیا— ایسا کہ ہر ذی شعور انسان کے لیے اس میں کوئی تشنگی باقی نہیں رہ جاتی۔دلائل وبراہین بہت بڑا ذخیرہ یکجا جمع کر دیا گیا ہے جو منکر کی زبان کو خاموش کرنے کے لئے کافی ہے دورِ اول سے اب تک کے مسلمانوں کا متواتر عمل آرہا ہے کبھی کسی نے اس پر ناجائز کا حکم نہیں دیا— ہاں جو اس میں غیر اسلامی حرکت کرے اسے منع کیا جائے گا لیکن اس کو جلوس کے ناجائز ہونے پر کوئی دخل نہیں۔

قابل صد مبارک باد ہیں الحاج محمد سعد رضوی ۶ رنمبر بلائی دت اسٹریٹ صدر و آرگنائزیشن کلکتہ اور حضرت مولانا وقاری محمد نور عالم رضوی امام مسجد ناخدا اور عزیزم محمد فرحان قادری سلمہ مرتب کتاب کہ جنہوں نے کلکتہ کی سرزمین پر مذہبی جذبہ بے دار رکھنے کے لیے ایک مضبوط تنظیم کی بنیاد ڈالی اور اس کی طرف سے عوام کو یہ بہترین تحفہ "عید میلادِ مصطفیٰ" کی شکل میں دیا — مولیٰ تعالیٰ عوام کلکتہ خصوصاً ان حضرات کی محنت کو قبول فرمائے اور انجمن کو شہرت دوام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم!

العبد المذنب

محمد ظہور حسن رضوی

خادم درس وافتاء الجامعۃ الحسینیہ نظامیہ

درگاہ شریف جلکی، کٹیہار (بہار)

تعارفِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یومِ میلادِ مصطفی کائنات انسانی کا وہ تاریخ ساز دن ہے کہ ایسا دن چرخِ کہن نے، نہ کبھی دیکھا، نہ صبحِ قیامت تک دوبارہ دیکھ سکتا ہے کیوں کہ اس دن خزانۂ قدرت کا سب سے عظیم شاہکار وجود پذیر ہوا۔ تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد نہ صرف جزیرۂ عرب کے لیے بلکہ سارے عالم کے لئے نعمتِ عظمٰی کا درجہ رکھتی ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل کا زمانہ، زمانۂ جاہلیت کہلاتا ہے کیوں کہ وہ زمانہ کفر و شرک کی غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔ نہ صرف سماجی برائیاں بلکہ انسانی عادات واطوار میں بھی جہالت سرایت کر چکی تھی۔ تہذیبی اور تمدنی لحاظ سے عرب کی حالت بہت پسماندہ تھی۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ قبائل ایک دوسرے کی سرکوبی کرنے اور ایک دوسرے کی گردن مارنے کے مشتاق تھے۔ جنگ وجدل مشغلۂ زندگی بن چکا تھا۔ ایسے میں چراغِ آگہی جلانا اور ان پتھر دل انسانوں کو ہدایت کا رستہ دکھلانا کمالاتِ مصطفی میں سے ایک ہے۔ یہ امر یقیناً احسانِ الٰہی سے کم نہ تھا، جیسا کہ ارشادِ باریٰ تعالیٰ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ

رَسُوْلًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے مومنوں پر احسان کیا جو ان میں ایک نبی کو مبعوث فرمایا۔ حضور علیہ السلام کا اس دنیا میں تشریف لانا ایک انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے جزیرۂ عرب کی تہذیبی، معاشرتی اور سیاسی حالت تبدیل ہوگئی۔ معاشرتی سطح پر حضور علیہ السلام نے اپنے مقدس کردار کے ذریعہ اہل عرب کو حد درجہ متاثر کیا۔ حتیٰ کہ مبعوث ہونے سے قبل بھی آپ ﷺ صدیق و امین کہلاتے تھے۔ آپ ﷺ کا غیر معمولی کردار یقیناً اہل عرب کے لیے حیران کن تھا، کیوں کہ حضور ﷺ کے عادات و خصائل اس معاشرے میں رہنے والے افراد کے عادات و خصائل سے مختلف تھے۔ وہ لوگ حتی الامکان آپ کی سیرت مقدسہ کے معترف تھے۔ اس کے پیچھے حکمت یہ تھی کہ جب آپ ﷺ اعلانِ نبوت فرمائیں تو اہلِ عرب با آسانی آپ ﷺ کی دعوتِ دین کو قبول کریں اور جب آپ ﷺ کی دعوت مقبول ہو تو عرب کے لوگ آپ ﷺ کے بے مثل کردار کو اپنا آئینہ بنالیں، پھر اس آئینے میں خود کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ آپ ﷺ کی سنتیں رہنمائے زندگی بن جائیں۔ آپ ﷺ کا ہر طریقہ انسانیت کا معیار ثابت ہو، آپ ﷺ کا طرز گفتگو، اندازِ بیاں، صبر و قناعت، شجاعت و سخاوت، آپ ﷺ کی ہر ہر ادا بنی نوع انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہوجائے۔ حضور علیہ السلام کی تعلیمات نے یقیناً سماجی سطح پر غیر معمولی تبدیلیوں کو جنم دیا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف عرب والوں کو بلکہ پوری دنیا کو زندگی جینے کا طریقہ سکھا دیا، جو لوگ تلاشِ حق کے لئے سرگرداں تھے انہیں طریقۂ بندگی سے روشناس کروایا۔ 365 بتوں کے پجاری اب ایک خدا کو معبود کہنے لگے۔ یہ تبدیلی کوئی معمولی تبدیلی نہیں تھی۔

سیاسی سطح پر حضور علیہ السلام نے قبیلوں میں منقسم عرب کو متحد کر دیا۔ کون تصور کر سکتا تھا کہ وہ عرب جو آپس میں ہی قتل و غارت گری کے عادی تھے جب متحد ہوں گے تو دنیا پر حکومت کریں گے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ خلفاء کا زمانہ آتے آتے، آدھے عالم پر اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ یہ آقا علیہ السلام کی ہی کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ گروہ بندیاں ختم ہو گئیں اور

امن واتحاد قائم ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کو چاہے جس پہلو سے دیکھا جائے، ہر پہلو اپنے آپ میں ایک الگ شان اور فیوضات کا حامل معلوم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و بعثت ہر اعتبار سے اللہ کا فضل اور احسان ہے:

ترے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربانی

جب یہ طے رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت فضلِ خداوندی اور رحمت ونعمت ہے تو جس قرآن نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعمت کہا ہے اسی قرآن نے نعمتوں کا ذکر کرنے اور اس پر شکر کرنے کا حکم بھی دیا ہے، چنانچہ اہل اسلام حضور علیہ السلام کے یوم ولادت پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں شکر ادا کرتے ہیں۔

میلاد عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ولد ہے۔ میلاد عام طور پر وقتِ ولادت کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اصطلاحاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرے اور تذکیر کا نام محفلِ میلاد ہے۔ اس تذکرے اور تذکیر کے ساتھ ہی اگر دلوں میں مسرت وخوشی کے جذبات کروٹ لیں، یہ شعور بیدار ہو کہ کتنی بڑی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز کیا اور اس کا اظہار بھی ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت اور خداوند بزرگ و برتر کی حمد وشکر کی صورت میں ہو اور اجتماعی طور پر ہو تو یہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

کوثر نیازی کے الفاظ میں:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات وجہِ تکوین کائنات اور سرچشمۂ برکات ہے۔ اس دنیائے آب وگل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا دن سعادتوں اور رحمتوں کے نزول کا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے خوشیوں اور مسرتوں کے آغاز کا دن ہے۔ اس یوم مبارک پر ہم جتنی بھی خوشیاں منائیں بجا اور جتنی بھی مسرتوں کا اظہار کریں زیبا ہے، چنانچہ دنیا بھر کے مسلمان اس یومِ سعید پر مسرت

وابتہاج کا اظہار کرتے ہیں۔ مسرت اور ابتہاج کے کئی انداز اور کئی اسلوب ہیں۔ میلاد کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ جلسے کئے جاتے ہیں جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر تقاریر کی جاتی ہیں۔ نعت خوانی کی محفلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ قرآن خوانی اور صلوٰۃ وسلام کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خواتین علیحدہ مجالس سجاتی ہیں۔ پرجوش رضا کار گلی گلی اور کوچے کوچے نعت خوانی کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں، جن میں بچے، بوڑھے جوان سبھی شامل ہوتے ہیں اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔"

اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے دن ان کے مجاہد جلیلہ اور محاسنِ جمیلہ کے بیان کرنے اور سننے کے لئے مسلمانوں کے اجتماع کا نام محفلِ میلاد ہے۔

محفلِ میلاد کے مختلف اغراض ومقاصد ہیں۔ یہ محفل فروغِ عشقِ رسول کا ذریعہ ہے۔ اس محفل میں نبی علیہ السلام کی والہانہ محبت کا پیغام ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یقیناً عین ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کئے بغیر کوئی انسان اپنے ایمان کی تکمیل نہیں کرسکتا۔ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے



قرآن سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے، نیز اس پر خوشی منانے کا حکم بھی دیا ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوشی منانا اور شکر کا اظہار کرنا تقاضائے ایمانی وحکمِ قرآنی ہے اور اسے ناجائز وحرام کہنا سخت گمراہی وتقلیدِ شیطانی ہے۔ میلاد النبی کا انکار کرنا قرآن مجید کے نصوصِ قطعیہ کا انکار ہے اور جو قرآن کا انکار کرے وہ مسلمان کہلانے کا لائق نہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیتیں عید میلاد النبی پر دلالت کرتی ہیں۔ ہم ان آیتوں کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس:58:10)

تم فرماؤ کہ یہ اللہ کا ہی فضل اور اس کی رحمت ہے، ہمیں چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں۔

ائمۂ تفسیر کے مطابق اس آیت میں فضل ورحمت سے مراد آقا علیہ السلام کی ذات ہے، جن کی میلاد پر خوشی منانے کا حکم ہو رہا ہے۔

علامہ آلوسی بیان کرتے ہیں:

"خطیب اور ابنِ عساکر نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فضل و رحمت سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(تفسیر روح المعانی ج:11،ص:141)

علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

"اس آیت کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرما رہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں جو دنیا کی خوشیوں میں مگن ہیں، اگر تم کوئی خوشی منانا چاہتے ہو تو اللہ کے فضل و رحمت پر جشنِ مسرت مناؤ جو ولادت و بعثت مصطفیٰ کی صورت میں تمہیں عطا ہوئے ہیں۔ اس خوشی کے ذریعہ ہی تمہیں جنت حاصل ہوگی جو اس دنیا سے بہتر ہے۔

حضرت قتادہ اور مجاہد کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی روایت ہے کہ امام ابوجعفر محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کے فضل سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج:5،ص:177)

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا فرمان "فبذلك فليفرحو" حصر کا فائدہ دے رہا ہے، یعنی واجب ہے کہ انسان صرف اسی پر خوشی منائے۔

(تفسیر کبیر، ج:17،ص:117)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

(آل عمران:164)

بے شک اللہ کا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں سے ایک رسول بھیجا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود نعمت ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ أَیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَ إِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔

(الجمعة:۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں سے ایک (باعظمت) رسول کو بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اس آیت سے صاف ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ولادت و بعثتِ مصطفی کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہی سے نکالا اور اس طرح ان پر اپنا احسان فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنٰکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (الانبیاء:107)

اور بیشک ہم نے آپ کو کل جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور علیہ السلام کو رحمت اللعالمین فرمایا یعنی دنیا میں جتنی رحمتیں ونعمتیں ہیں وہ آپ کے ذریعے اور وسیلے سے ہیں اور آپ کی ولادت وبعثت اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ (المائدہ:7)

اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے دیئے ہوئے احسان وانعام کو ذکر کرنے اور یاد کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نعمت کو یاد کرنے کا ذریعہ ہے۔

وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ إِنْ کُنْتُمْ إِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (نحل:114)

اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو

یہاں اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ پچھلی آیتوں میں اللہ

نے نبی پاک کی آمد کو اپنے احسان اور رحمت سے تعبیر دیا ہے اور اس آیت میں صریح طور پر ارشاد فرماتا ہے کہ نعمتوں پر شکر بجالاؤ۔ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دراصل اسی نعمتِ عظمیٰ پر شکر ادا کرنے کا نام ہے۔ اہل اسلام میلادالنبی میں اللہ کی اسی نعمت پر شکر ادا کرتے ہیں اور قرآن کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:11)

"اور اللہ کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور نعمتوں کا چرچا کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ اس سے قبل اللہ نے اپنے احسانات وانعامات کی یاد منانے کا حکم دیا۔ اس آیت میں ان کا چرچا اور ذکر کرنے کی تاکید کر رہا ہے۔ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ کی اسی نعمت عظمیٰ (ولادت مصطفی) کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا چرچا کیا جاتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ (ابراہیم:5)

اور انہیں اللہ کی کے دنوں کی یاد دلاؤ۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہے جس روز میلاد مصطفی ہوئی اور آپ کی ولادت کے معجزات ظاہر ہوئے، مثلاً ایوانِ کسریٰ کا شق ہونا، بتوں کا سر کے بل گر جانا، آسمان سے تاروں کا نیچے جھک آنا وغیرہ۔ قرآن نے اسی دن کو یاد دلانے کا حکم دیا ہے۔ گویا صاف صاف اس آیت سے ذکر ولادت کا ثبوت ملتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (الفتح:9)

"اے نبی ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا احوال دیکھنے اور بتلانے والا اور گواہ اور خوشی اور ڈر سنانے والا، تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور تعظیم کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی

اور تسبیح کرو۔"

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت سے مراد ہے کہ نبی پاک کی شان اور بزرگی بیان کرو۔ میلاد النبی میں اسی حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ

(المائدہ:114)

اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے نعمت نازل فرما تا کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لئے عید ہو جائے۔ ہمارے اگلوں کے لئے اور ہمارے پچھلوں کے لئے اور وہ نعمت تیری طرف سے نشانی ہو۔

قرآن مجید نے اس آیت میں نبی کی زبان سے یہ تصور دیا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی نعمت اترے اس دن کو بطور عید منانا اس نعمت کے شکرانے کی مستحسن صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے عظیم نہیں ہو سکتی چنانچہ اس نعمت پر خوشی کرنا (اور عید منانا) کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الشرح:4)

اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کیا

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"یہ جو اللہ تعالیٰ نے بلندی ذکر کی بات کی تو اس کا معنی یہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ ہم دنیا کو تمہارے چاہنے والوں سے بھر دیں گے وہ سب تمہاری تعریفیں کریں گے اور تم پر درود و سلام کے گجرے نچھاور کریں گے۔"

(تفسیر کبیر، ج:17، ص:91)

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ:15)

"تحقیق تمہارے پاس ایک نور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب (قرآن) آیا"

تفسیر روح المعانی اور دیگر تفسیروں میں ہے کہ نور سے مراد آقا علیہ السلام کی ذات ہے۔اس آیت میں دراصل تخلیقِ کائنات و تخلیقِ نور مصطفی اور آپ ﷺ کی ولادت و بعثت کی طرف اشارہ ہے۔اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ کی آمد کا ذکر خیر کر رہا ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ (ہود:120)

"اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں"

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے انبیاء کرام کے حالات و واقعات اور میلاد کے قصے کو رسولِ پاک ﷺ کے لئے سکون قلب کا ذریعہ بتایا ہے۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ میلاد مصطفی خود رب تعالیٰ کی سنت ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ قَالُوْا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (آل عمران:81)

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"

غور کیجیے اللہ تعالیٰ انبیاء کی مجلس میں نبی اکرم کی ولادت سے قبل آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر کر رہا ہے اور حکم دے رہا ہے کہ تم لوگ ان کی مدد کرنا اور اپنی اپنی امت میں ان کا تذکرہ کرنا۔انبیا کرام اس ذکر کو سن رہے ہیں۔یہ اس کائنات کی پہلی محفل میلاد ہے جو آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت و بعثت سے قبل منعقد ہوئی۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ" (الصّف:6)

"میں بشارت دیتا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمد ہے۔"

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی زبانی میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دے رہا ہے۔ اسی انداز سے تمام صحائف آسمانی توریت، انجیل، زبور وغیرہ میں میلاد رسول کے تذکرے موجود ہیں۔ میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا سابقہ انبیاء کرام کی سنت ہے، بس فرق یہ ہے کہ انہوں نے اپنی امتوں کے سامنے ہمارے رسول کا ذکر میلاد کیا اور ہم اہتمام کے ساتھ مجمعوں میں ذکرِ میلاد کرتے ہیں۔

یہ چند آیتیں ہیں جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ یہ امر تو اظہر من الشّمس ہے کہ قرآن پاک کی تفہیم عامۃ المسلمین سے زیادہ مفسرین کو ہے چنانچہ آیتوں کا مفہوم ومطلب ائمۂ تفسیر کے مطابق اوپر درج کر دیا گیا ہے جس پر کسی بھی شخص کو لب کشائی یا انگشت نمائی کی اجازت نہیں کیوں کہ ہر کوئی قرآن مجید کی اپنی مرضی سے تفسیر نہیں کر سکتا، قرآن کو سمجھنے کے لیے مفسرین کی پیروی ضروری ہے۔ اگر قرآنی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو عید میلاد النبی نام ہے تحدیثِ نعمت کا اظہارِ فرحت ومسرت کا، ایام الٰہی کی یاددہانی کا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کا۔ عید میلاد النبی سنت الٰہیہ وملائکہ ہے، طریقۂ انبیاء سابقہ ہے اور اسی بنا پر اس کو منانا مسلمانوں کے لئے مطلوب شرعی اور باعثِ نجات وثواب ہے۔ اس کا انکار قرآن کا انکار ہے، اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کھلی یلغار ہے۔ جو لوگ میلاد النبی کو ناجائز کہتے ہیں میں انہیں کھلی دعوت دیتا ہوں کہ وہ ثابت کریں، قرآن میں کہاں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناجائز لکھا ہے۔ میں نے درج بالا سطور میں میلاد النبی کا کافی وشافی ثبوت قرآن مجید سے دے دیا ہے۔



احادیث سے
عید میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت

احادیث پاک میں مختلف روایات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے موجود ہیں۔ کچھ روایت سے صریح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا میلاد منایا اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

حضور اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا میلاد منایا اور اظہار مسرت فرمایا:

1. صحیح مسلم شریف میں حضرت قتادہ سے روایت ہے:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس روز میری ولادت ہوئی اور اس روز میری بعثت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔"

(صحیح مسلم 819:2 حدیث: 1162۔ بیہقی سنن الکبری 286:4)

(مسند احمد 296:5، مصنف عبدالرزاق: 296:4)

چونکہ دوشنبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس دن

اظہار تشکر کے لئے روزہ رکھا۔ اس حدیث سے آپ ﷺ کی زبانی آپ کے یوم میلاد کی اہمیت و افادیت واضح ہوتی ہے، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا۔

2. حضور پاک ﷺ نے بکرے ذبح کر کے اپنا میلاد منایا اور اپنے اصحاب کی ضیافت کا اہتمام بھی فرمایا۔ بیہقی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"حضور نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔"

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے تو ساتویں روز آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا عقیقہ کر دیا تھا پھر اعلان نبوت کے بعد عقیقہ کرنے کا کیا مطلب اور عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا تو نبی اکرم ﷺ کی یہ دعوت کس بناء پر تھی؟ اگر اس دعوت کو ہم عقیقہ تسلیم بھی کریں تو عقیقہ خود تقریب میلاد ہے، ولادت پر اظہار تشکر ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"یوم میلاد النبی منانے کے حوالے سے ایک دلیل مجھ پر ظاہر ہوئی ہے جسے امام بیہقی نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا، باوجود اس کے کہ دادا عبد المطلب آپ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کر چکے تھے اور عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا، پس یہ واقعہ اسی پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اپنی ولادت و بعثت پر خوشی کا اظہار کیا اور عقیقہ فرمایا: اس طرح ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم بھی حضور ﷺ کی یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، ص:65)

حضور ﷺ نے خود اپنی ولادت کا ذکر فرمایا

3. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور صحابہ سے دریافت فرمایا کہ میں کون ہوں تو لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ پر سلام ہو تو فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں بیشک اللہ نے مخلوق کی تخلیق فرمائی تو مجھے ان کے بہتر قبیلہ میں پیدا کیا پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان کے بہتر خاندان اور نفوس میں پیدا فرمایا۔"

(ترمذی شریف کتاب الدعوات، حدیث:3532)

4. سیرت کی مستند کتابوں میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے:

"حضرت جابر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتائے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق فرمائی، حضور نے فرمایا بے شک اے جابر اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، پھر میرے نور سے ہر چیز کو بنایا۔"

(المواہب الدنیہ 9:1۔ زرقانی علی المواہب 46:1)

5. دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس سے حدیث مروی ہے:

"روحِ مصطفیٰ اللہ کے حضور میں نور تھی، ولادت آدم سے دو ہزار سال قبل یہ نور تسبیح کرتا اور فرشتے اس تسبیح پر تسبیح کرتے پس اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو صلبِ آدم میں رکھا اور پھر مجھے صلبِ نوح میں رکھا اور پھر ودیعت کیا مجھے صلب ابراہیم میں پھر اللہ تعالیٰ مجھے عظیم پشتوں اور پاک حملوں کی طرف منتقل کرتا رہا، یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے پیدا کیا جو کبھی غلط کاریوں میں ملوث نہیں ہوئے۔"

6. بخاری شریف کتاب المناقب میں ہے:

"رسول اللہ نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث ہوا۔"

(بخاری شریف کتاب المناقب)

7. واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اولاد کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد سے قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔"

(صحیح مسلم کتاب الفضائل، حدیث:5938)

8. مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے قصور شام منور ہو گئے۔

(مسند احمد حنبل 262:5)

صحابہ کرام نے میلاد منایا

9. حضرت عطاء ابن بسیار فرماتے ہیں کہ "میں عبداللہ بن عاصی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور عرض کیا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نعت بتاؤ جو تورات میں ہے۔ انہوں نے پڑھ کر سنائی۔"

(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

10. ترمذی نے شمائل میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ میں نے ہند بن ابو ہالہ تمیمی سے سوال کیا.... وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ شریف نہایت عمدگی سے بیان کیا کرتے تھے تو میں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے حضور کے کچھ اوصاف سنا دیں کہ میری دلچسپی کا سامان ہو۔"

(شمائل ترمذی 9:1، حدیث،374)

11. حضرت ابن اوس سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

میں ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ غزوہ

تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہہ رہے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی مدح میں نظم کہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہو! اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچائے تو انہوں نے یہ قصیدہ پڑھا:

من قبلها طبت فی الظلال وفی

مستودع حیث یخصف الورق

(آپ پیدائش دنیا سے پیشتر، پاک وصاف تھے، درختوں کے سایہ اور جنتی مکان میں، جب آدم وحوا اپنے ستر عورت کے لئے پتے لپیٹتے تھے)

ثم هبطت البلاد لا بشر

انت ولا مضغة وہ علق

(پھر آپ زمین پر اترے اور اس وقت نہ جامہ بشری میں تھے اور نہ آپ کا ٹکرایا خون بستہ تھے)

بل نطفة ترکب السفین وقد

الجسم نسرا و اهله الغرق

(بلکہ نطفہ تھے اور اسی حالت میں نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوئے۔ جب کہ نسر بت کے لگام دیا گیا اور اس کے پوجنے والے غرق ہو گئے)

تنقل من صالب الی رحم

اذا مضی عالم بدا طبق

(آپ باپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک قرن آپ کو ختم ہوا دوسرا شروع ہوا)

وأنت لما ولدت اشرقت

الارض وضائت بنورك الافق

(اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین و آسمان منور ہو گیا)

حتی استوی بیتك المهیمن من

خندف علیاء تحتها النطق

(اور آپ کی بزرگی۔ یہاں تک ہے کہ آپ کا شرف حاوی ہو گیا بڑے بڑے عالی نسب والوں کو)

فنحن فی ذالك ایضاء وفی النور

وسنبل الرشاد نخرق

(سو ہم آپ کی اس روشنی اور نور میں ہیں اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں)۔

(مستدرک حاکم 3:369، حدیث 5417، المعجم الکبیر طبرانی 4:213، حدیث 4167)

12. حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کی شان میں نعت لکھتے تھے جس کو خود مصطفی سنا کرتے تھے اور داد و تحسین سے نوازتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے یا اللہ حسان کی مدد فرما روح القدس کے ساتھ۔ حضرت حسان کے دو شعر ہیں:

واحسن منك لم ترقط عینی

واجمل منك لم تلید النساء

خلقت مترا س کل عیب

كانك قد خلقت كما تشار

13. یوم جمعہ سے استدلال

یوم جمعہ کے متعلق ابن ماجہ، حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک یہ (جمعہ) عید کا دن ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔ پس

جو کوئی جمعہ کی نماز کے لئے آئے تو غسل کر کے آئے اور اگر ہو سکے تو خوشبو لگا کر آئے اور تم پر مسواک کرنا لازمی ہے۔

(سنن ابن ماجہ 1:349، حدیث 1098)

نبی کریم ﷺ نے اس دن کی فضیلت کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فیه خلق آدم (کیونکہ یہ میلادِ آدم کا دن ہے)

جمعہ کے دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی جس کی بناء پر اسے یوم عید کہا گیا۔ اگر یوم الجمعہ حضرت آدم کی پیدائش کے باعث عزت و احترام کے ساتھ منایا جانے کا حقدار ہو سکتا ہے تو یوم میلادِ مصطفی، نبی آخر الزماں ﷺ کی ولادت باسعادت کی بناء پر عید الاعیاد (تمام عیدوں کی عید) کے طور پر کیوں نہیں منایا جا سکتا۔

14. یوم موسیٰ سے استدلال

حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے اس روزے کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا: یہ دن (ہمارے لئے) متبرک ہے۔ اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی (یہ ہمارا یوم آزادی اور یوم نجات ہے) پس حضرت موسیٰ نے اس دن کا روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا تم سے زیادہ موسیٰ کا حقدار میں ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور (صحابہ کرام کو بھی) اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

(صحیح بخاری، 2:704 حدیث:1900)

یہاں قابل غور نکتہ ہے کہ اگر یہود اپنے پیغمبر کی فتح اور اپنی آزادی و نجات کا دن قابل تعلیم تعظیم سمجھ کر اسے منانے کا حق رکھتے ہیں تو مسلمان اپنے نبی کا یوم میلاد

قابل تعظیم سمجھ کر اسے منانے کا بدرجہ اتم حق رکھتے ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے آزادی دلائی ٹھیک اسی طرح مصطفیٰ نے پوری انسانیت کو جہالت ظلم اور نہ جانے کتنی برائیوں سے آزادی دلائی۔

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب تر ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو ملنے والی عظیم نعمت اور فتح پر اظہار تشکر کرنے اور اس دن کو عید کے طور پر منانے کی تائید وتوثیق فرماتے ہوئے اس عمل کو اپنی سنت کا درجہ دے دیا۔ جب رسول معظم اس دنیا میں تشریف لائے، کیا ان سے زیادہ کوئی اور بڑی نعمت ہوسکتی ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یوم میلادِ مصطفیٰ کو عید کے طور پر نہ منایا جائے۔
>
> (حسن المقصد فی عمل المولد، صف:64)

15. کافر کے عذاب میں تخفیف

کافر کے اچھے اعمال کا اجر اسے آخرت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ دنیا میں ہی اس کے اچھے اعمال کا بدلہ دے دیا جاتا ہے۔ مرنے کے بعد وہ اچھے اعمال اس کی کوئی مدد نہیں کر پاتے۔ مگر ابولہب جس کے کفر وزندقہ پر قرآن میں سورت نازل ہوئی ہے ایسے ازلی کافر نے بھی جب میلاد النبی میں خوشی کی تو اللہ نے اس کا بدلہ دیا۔

احادیث میں مذکور ہے کہ ابولہب نے اپنی ایک لونڈی ثویبہ کو وقت ولادت حضرت

سیدہ آمنہؓ کی خدمت کے لئے بھیجا، جب نبی اکرم کی ولادت ہوئی تو ثویبہ دوڑتے ہوئے ابولہب کے پاس پہنچی اور اسے بھتیجا پیدا ہونے کی خوش خبری سنائی۔ بھتیجے کی پیدائش کی خبر سن کر ابولہب اتنا خوش ہوا کہ اس نے وہیں اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "ثویبہ جا میں نے تجھے نومولود کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کیا۔" ابولہب جب حالت کفر میں مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا۔ حضرت عباس نے پوچھا کہ مرنے کے بعد تجھ پر کیا گزری۔ اس نے جواب دیا کہ میں دن رات سخت عذاب میں جلتا ہوں لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور میری انگلیوں سے پانی جاری ہو جاتا ہے جسے پی کر مجھے سکون ملتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ میں نے پیر کے دن اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی خوشخبری سن کر اپنی خادمہ ثویبہ کو ان انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے آزاد کر دیا تھا۔

یہ واقعہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے مروی ہے کہ جسے محدثین کی کثیر تعداد نے واقعہ میلاد النبی کے تناظر میں نقل کیا ہے۔ امام بخاری کی صحیح بخاری میں ہے:

"جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہل خانہ میں سے کسی کو اسے خواب میں دکھایا گیا، وہ برے حال میں تھا۔ (دیکھنے والے نے) اس سے پوچھا: کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا میں بہت سخت عذاب میں ہوں۔ اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا ہاں مجھے اس (انگلی) سے قدرے سیراب کر دیا جاتا ہے جس سے میں نے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔"

(صحیح بخاری 5:1961، حدیث:4813)

امام شمس الدین جزری اس واقعے کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے۔ جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے تو اس امت محمدیہ کے اس مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں حسبِ استطاعت خرچ کرتا ہے۔ خدا کی

قسم میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے حبیب ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائے گا۔"

(عرف التعریف باالمولد الشریف)

یہ کچھ حدیثیں ہیں جو عید میلاد النبی کے جواز کے لئے کافی ہیں۔ محدثین عظام سے لے کر شارحین کرام نے ان احادیث سے عید میلاد النبی کا جواز پیش کیا ہے۔ معروف و مشہور سیرت نگاروں نے درج بالا احادیث کو بطور استشہاد اپنی ضخیم کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اکابرین امت نے ان احادیث کی بناء پر عید میلاد النبی کے جواز پر اجماع کیا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے اس قدر دلائل کافی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے خود اپنے میلاد پر خوشی منائی، اظہار تشکر فرمایا اور اپنی ولادت کا ذکر فرمایا ہے۔ گویا ذکر ولادت کرنا مصطفیٰ کی سنت ہے اور ذکر ولادت سننا صحابہ کی سنت ہے۔ صحابہ کرام مصطفیٰ جان رحمت کی بارگاہ میں نعت شریف پڑھتے تھے اور آپ ﷺ ان قصائد کو سن کر داد و تحسین اور بشارتوں سے نوازتے تھے گویا نعت پڑھنا صحابہ کی سنت ہے اور نعت سننا خود مصطفیٰ کی سنت ہے۔ لیجئے سارا میلاد النبی حدیث سے ثابت ہو گیا، اب کس چیز کی کمی باقی ہے۔ امت کے اکابرین نے ان احادیث سے میلاد مصطفیٰ ثابت کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان حدیثوں پر عمل کر کے دین و دنیا کی سعادت حاصل کی جائے۔



عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ ومحدثین کی نظر میں

قرآنِ پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل پیش کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکابرین امت اور ائمہ ومحدثین کے اقوال بھی یہاں نقل کئے جائیں۔ معترضین کی طرف سے یہ جھوٹ پھیلایا جاتا ہے کہ میلاد النبی حالیہ دنوں کی ایجاد ہے اور صرف برصغیر ہند میں منائی جاتی ہے۔ اس طرح کی کذب بیانیوں سے مخالفین یہی تاثر دینا چاہتے ہیں کہ صرف ہندو پاک کے علماء ہی میلاد النبی کے قائل ہیں اور باقی ممالک عرب وعجم ان مجالس وتقاریب سے مبرہ ومنزہ ہیں۔ اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کچھ اور ہی تصویر نظروں کے سامنے لاتا ہے۔ قرون ثلاثہ میں میلاد النبی کا انعقاد بہت ہی عام طریقے پر ہوتا تھا، بہت ہی سادگی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت وبعثت پر مسرت وتشکر کا اظہار کیا جاتا تھا مگر خیر القرون کے بعد جب مختلف چیزوں کا اہتمام کیا گیا تو اسی کے ساتھ میلاد النبی بھی با اہتمام اور وسیع پیمانے پر منائی جانے لگی۔ مثلاً حدیث نویسی قرون اولیٰ میں بھی تھی مگر اس کا اہتمام قرون اولیٰ کے بعد ہوا۔ جب محدثین کرام نے اپنی کتابوں کو مرتب کیا۔ مجتہدین نے فقہ اسلامی کے ابواب تشکیل دیئے۔ مساجد پر نقش ونگاری شروع ہوئی، مدارس کا قیام عمل میں آیا۔ قرآن پاک میں

اعراب لگائے گئے اور اسی طرح کی دیگر تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ جنہیں ہم بدعت سے تعبیر نہیں کر سکتے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باقاعدگی سے اہتمام سلطان اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی شاہ رار بل سلطان ابوسعید مظفر نے کیا۔ تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ سلطان مظفر نے وسیع پیمانے پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کیا اور مشاہیر مشائخ عظام اور علماء اسلام کو مدعو فرمایا۔ ائمہ اسلام نے سلطان کے اس عمل کی تعریف کی اور مبارکباد بھی دی۔

ذیل میں نقل کئے جانے والے حوالہ جات اور بزرگوں کی عبارات نہ صرف میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلے پر مہر تصدیق ثبت کریں گے بلکہ اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں گے کہ ہر زمانے کے علمائے کرام و مشائخ عظام نے میلاد منایا ہے۔ تمام بلاد اسلامیہ میں میلاد النبی کا انعقاد ہوا ہے اور بزرگان سلف اسے قطعی طور پر ناجائز نہیں مانتے تھے۔

1. خلفائے راشدین کے اقوال

شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی شافعی، حضرت ملا علی قادری کے استاد تھے اور صاحب تصنیف کثیرہ تھے۔ ان کے متعلق اہل حدیث غیر مقلد مکتبہ فکر کے نامور عالم مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں:

"شیخ ابن حجر مکی مکہ شریف میں مفتی حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔"

(حاشیہ تاریخ، اہل حدیث 392)

امام ابن حجر نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک شاندار کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "النعمتہ الکبریٰ فی مولد سید ولد آدم" ہے اس کتاب میں خلفائے راشدین کے اقوام نقل کئے۔ اس کتاب کے صفحہ 7 اور 8 پر ہے:

(1) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے حضور علیہ السلام کے میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حضور علیہ السلام کے میلاد کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کو زندہ کیا۔

(3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے حضور کے میلاد پر ایک درہم بھی خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں شامل ہوا۔

(4) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا جس نے حضور کے میلاد کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:8-7)

اسی کتاب میں امام حسن بصری، حضرت جنید بغدادی، حضرت معروف کرخی، امام شافعی، حضرت سری سقطی، امام فخر الدین رازی اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال بھی منقول ہیں۔

2. امام محمد بن ظفر المکی (497-565ھ)

امام ظفر مکی کہتے ہیں کہ 'الدر تنظیم' میں ہے:

"اہل محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں دعوتِ طعام منعقد کرتے آئے ہیں۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ا:363)

3. شیخ معین الدین عمر بن محمد الملاّ (م 570ھ)

"اور شہر موصل میں سب سے پہلے میلاد شریف کا اجتماع منعقد کرنے والے شیخ عمر بن محمد ملا تھے جن کا شمارہ مشہور صالحین میں ہوتا تھا اور شاہ اربل و دیگر لوگوں نے انہیں کی اقتداء کی ہے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ا:365)

4. علامہ ابن جوزی (510-579ھ)

"آپ اپنی کتاب "بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں لکھتے ہیں:

مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن، الغرض شرق تا غرب تمام بلاد عرب کے

باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجرو کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔ (بیان المیلا دالنبی ،ص:58)

5. حافظ شمس الدین الجزری (م660ھ)

"محافل میلاد شریف کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے اس سال امن قائم رہتا ہے۔ نیز یہ عمل نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 1:365)

6. امام ابوشامہ (599-665ھ)

اور اسی (بدعت حسنہ) قبیل پر ہمارے زمانے میں اچھی بدعت کا آغاز شہر "اربل"۔ خدا تعالیٰ اسے حفظ وامان عطا کرے، میں کیا گیا ہے۔ اس بابرکت شہر میں ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر اظہار فرحت ومسرت کے لئے صدقات وخیرات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص22)

7. امام ظہیر الدین جعفر التر بنتی (م682ھ)

"محافل میلاد کے انعقاد کا سلسلہ پہلی صدی ہجری میں شروع نہیں ہوا اگر چہ ہمارے اسلاف صالحین عشق رسول سے اس قدر سرشار تھے کہ ہم سب کا عشق ومحبت ان بزرگان دین میں سے کسی ایک شخص کے عشق کو نہیں پہنچ سکتا۔ میلاد کا انعقاد بدعت حسنہ ہے، اگر اس کا اہتمام کرنے والا صالحین کو جمع کرنے، محفل درود وسلام اور فقراء ومساکین کے طعام کا بندوبست کرنے کا قصد کرتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ جب بھی یہ عمل کیا جائے گا موجب ثواب ہوگا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد1:364)

8. شیخ ابن تیمیہ(661-728ھ)

ابن تیمیہ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں لکھتے ہیں:

"میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنا لینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اس میں اجر عظیم بھی ہے کیونکہ اس کی نیت نیک ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بھی ہے۔

(اقتضاء الصراط المستقیم، ص:406)

9. امام ابو عبداللہ بن الحاج مالکی (م 737ھ)

آپ اپنی کتاب المدخل الی "تنمیۃ الاعمال" میں رقمطراز ہیں:

"پس اس دن کی عظمت سے اس ماہ (ربیع الاول) کی عظمت معلوم ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس مہینے کا کما حقہ احترام کریں اور اس ماہ مقدس کو اس چیز کے ساتھ فضیلت دیں جس چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فضیلت والے مہینوں کو فضیلت بخشتی ہے.... لہٰذا لازم ہے کہ جب یہ مبارک مہینہ تشریف لائے تو اس کی بڑھ چڑھ کر تکریم و تعظیم اور ایسی توقیر و احترام کیا جائے جس کا یہ حقدار ہے۔

(المدخل الی تنمیۃ الاعمال، 2:2 حسن المقصد، فتۃ المولد، ص:57)

10. امام شمس الدین ذہبی (674-748ھ)

امام ذہبی کا مقام محدثین و مورخین میں بہت بلند ہے۔ آپ نے شاہ اربل بادشاہ ابو سعید مظفر کے اہتمام میلاد کو اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں بالتفصیل لکھا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

"الفاظ ملک المظفر کے محفل میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کا انداز بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ جزیرہ عرب اور عراق سے لوگ کشاں کشاں اس محفل میں شریک ہونے کے لئے آتے.... اور کثیر تعداد میں گائے، اونٹ اور بکریاں ذبح کی جاتیں

اور انواع واقسام کے کھانے پکائے جاتے۔ وہ صوفیا کے لئے کثیر تعداد میں خلعتیں تیار کرواتا اور واعظین وسیع وعریض میدان میں خطابات کرتے اور وہ بہت زیادہ مال خیرات کرتا۔ ابن وحیہ نے اس کے لئے "میلاد النبی ﷺ" کے موضوع پر کتاب تالیف کی تو اس نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔ وہ منکسر المزاج اور راسخ العقیدہ سنی تھا، فقہا اور محدثین سے محبت کرتا تھا۔ سبط الجوزی کہتے ہیں: شاہ مظفر الدین ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ جب کہ خانقاہ صوفیہ پر دو لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس محفل میں شریک ہونے والے ایک شخص کا کہنا ہے کہ اس کی دعوت میلاد میں ایک سو (100) قشلمینش گھوڑوں پر سوار سلامی واستقبال کے لئے موجود تھے۔ میں نے اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بھنی ہوئی سبزیاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ دودھ سے بھرے مٹی کے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال پائے۔"

(سیر اعلام النبلاء 274:16، تاریخ الاسلام 402:45)

11. امام کمال الدین الادفوی (685-748ھ)

"ہمارے ایک مہربان دوست ناصر الدین محمود بن عماد حکایت کرتے ہیں کہ بے شک ابو طیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی۔ جو قوص کے رہنے والے تھے اور صاحب عمل علماء میں سے تھے۔ اپنے دار العلوم میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے دن محفل منعقد کرتے اور مدرسے میں چھٹی کرتے۔ وہ اساتذہ سے کہتے: اے فقیہ آج خوشی ومسرت کا دن ہے۔ بچوں کو چھوڑ دو۔ پس ہمیں چھوڑ دیا جاتا۔

(حسن المقصد فی عمل المولد: ص:67)

12. امام تقی الدین سبکی (683-756ھ)

امام سبکی کے بارے میں شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

"امام سبکی کے ہاں ان کے مقامی علماء کا ایک کثیر گروہ جمع ہوتا اور وہ سب مل کر مدح

مصطفیٰ میں امام صرصری حنبلی کے درج ذیل اشعار پڑھتے: (ترجمہ)
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں چاندی کے ورق پر سونے کے پانی سے اچھے خوش نویس کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت انداز میں لکھنا بھی کم ہے۔ اور یہ بھی کم ہے کہ دینی شرف والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر جمیل کے وقت صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں۔

(تفسیر روح البیان، 65:9)

13. امام عماد الدین ابن کثیر (701-774ھ)

امام ابن کثیر کا مقام ائمہ اسلام میں بہت نمایاں ہے۔ آپ نے میلاد رسول کے موضوع پر ایک کتاب "ذکر مولد رسول اللہ و رضاعہ" لکھی ہے، اور اس میں ابولہب اور ثویبہ کا واقعہ میلاد النبی کے تناظر میں نقل فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "البدایہ والنھایہ میں بادشاہ ابوسعید المظفر کے اہتمام میلاد النبی کو بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وہ (شاہ المظفر) ماہ ربیع الاول میں میلاد مناتے تھے اور عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرتے تھے۔ اس کے ساتھ وہ بہادر، دلیر حملہ آور، جری داناں، عالم اور عادل بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے۔

(البدایہ والنھایہ 9:18)

14. امام برہان الدین بن جماعۃ (725-790ھ)

امام برہان الدین شافعی کے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"آپ میلاد النبی کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے اور فرماتے تھے اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفل میلاد کا اہتمام کرتا۔"

(المورد الروی فی مولد النبی، ص:17)

15. امام ولی الدین بن ابوزرعہ العراقی (762-828ھ)

آپ فرماتے ہیں:

"کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے۔ اگر کسی موقع پر ربیع الاول شریف کے مہینے ظہور نبوت کی یادگار کے حوالے سے خوشی اور مسرت کے اظہار کا اضافہ کر دیا جائے تو اس سے یہ چیز کتنی بابرکت ہو جائے گی۔

(تصنیف الاذان باسرار الاذان۔ص:136)

16. حافظ شمس الدین دمشقی (777-842ھ)

آپ لکھتے ہیں:

"یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے ہر سوموار کو ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔"

پھر انہوں نے دو شعر پڑھے جن کا مفہوم ہے:

"جب ابولہب جیسے ازلی جہنمی کی، جس کی مذمت میں سورہ تبت یداء نازل ہوئی حضور علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے سوموار کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو اس مسلمان کا کیا عالم ہوگا جو تمام عمر حضور علیہ السلام کی ولادت کا جشن منانے میں گزارے اور توحید کی حالت میں اسے موت آئے۔"

(حسن المقصد فی عمل المولد:66۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص:338)

17. حافظ ابن حجر عسقلانی (773-852ھ)

امام ابن حجر نے دلائل کے ساتھ میلاد النبی کو ثابت کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا شکر، نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن اور دیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جا سکتا ہے اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون نعمت ہے؟ اس لئے اس دن ضرور شکرانہ بجالانا چاہئے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسی معین دن کو منایا جائے تا کہ یوم عاشورہ کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے مطابقت ہو۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، ص:63، سبل الہدیٰ والرشاد 1:366)

18. امام شمس الدین سخاوی (831-902ھ)

امام سخاوی اپنے فتاویٰ میں میلاد النبی کے متعلق فرماتے ہیں:

"محفل میلاد النبی قرون ثلاثہ کے بعد صرف نیک مقاصد کے لئے شروع ہوئی اور جہاں تک اس کے انعقاد میں نیت کا تعلق ہے تو وہ اخلاص پر مبنی تھی۔ پھر ہمیشہ سے جملہ اہل اسلام تمام ممالک اور بڑے بڑے شہروں میں آپ ﷺ کی ولادت با سعادت کے مہینے میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں اور اس کے معیار اور عزت و شرف کو عمدہ ضیافتوں اور خوبصورت دستر خوانوں کے ذریعہ برقرار رکھا۔ اب بھی ماہ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات دیتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں۔ بلکہ جونہی ماہ میلاد النبی قریب آتا ہے خصوصی اہتمام شروع کر دیتے ہیں اور نتیجتاً اس ماہ مقدس کی برکات اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے فضل عظیم کی صورت میں اس پر ظاہر ہوتی ہیں۔

(المورد الروی فی مولد النبی۔ سبل الہدیٰ والرشاد 1:362)

19. امام جلال الدین سیوطی (849-911ھ)

امام سیوطی نے میلاد النبی پر بیش بہا معلومات پہنچائی ہے۔ آپ نے جلیل القدر تحقیق اس موضوع پر کی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد میں میلاد النبی کو دلائل، عقلی و نقلی سے ثابت کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"رسول معظم ﷺ کا میلاد منانا جو کہ اصل میں لوگوں کے جمع ہو کہ بہ قدر سہولت قرآن خوانی کرنے اور ان روایات کا تذکرہ کرنے سے عبارت ہے جو آپ ﷺ کے بارے میں منقول ہیں۔ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے معجزات اور خارق العادات واقعات کے بیان پر مشتمل ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ان کی ضیافت کا

اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ تناول کرتے ہیں اور واپس لوٹ جاتے ہیں اور اس اہتمام کرنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر اظہار فرحت و مسرت کی بناء پر ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

(حسن المقصد عمل المولد، ص:41)

20. امام شہاب الدین ابوالعباس قسطلانی (851-923ھ)

امام قسطلانی مواہب اللدینہ میں امام ابن جزری کا قول نقل کرتے ہیں:

"ہمیشہ سے اہل اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں صدقات و خیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں۔ اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف کے چرچے کئے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان میلاد شریف کی برکات سے بہر طور فیض یاب ہوتا ہے۔"

(المداہب اللدینہ 1:147)

21. امام نصیر الدین بن الطباخ

"اگر کوئی اس دن مال خرچ کرے اور ایسے اشعار پڑھے جو آخرت کی یاد دلائیں اور دنیا میں زہد و تقویٰ اختیار کرنے کی طرف رغبت دلائیں تو ایسا اجتماع اچھا ہے اور ایسے اجتماع کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرے گا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد 1:364)

22. امام جمال الدین بن عبدالرحمٰن الکتانی

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن بڑا ہی مقدس، بابرکت اور قابل تکریم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منائے تو وہ نجات و سعادت حاصل کر لیتا ہے اور اگر ایسا شخص خوشی منائے جو مسلمان نہیں اور دوزخ میں رہنے کے

لئے پیدا کیا گیا ہوتو اس کا عذاب کم ہوجاتا ہے اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق چلنے والوں پرآپ کی برکات مکمل ہوتی ہیں۔ یہ دن یوم جمعہ کے مشابہ ہے۔ اس حیثیت سے کہ یوم جمعہ میں جہنم نہیں بھڑکتی جس طرح کے حضور ﷺ سے مروی ہے اس لئے اس دن خوشی اور مسرت کا اظہار اور حسب توفیق خرچ کرنا اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا بہت ہی مناسب ہے۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد 1:364)

23. امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (م 942ھ)

آپ نے میلاد النبی پر ایک ضخیم کتاب "سبل الہدیٰ و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد" تصنیف کی ہے۔ جس میں میلاد النبی کے متعلق علماء وائمہ کے اقوال بیان کئے ہیں۔

24. امام ابن حجر ہیتمی (909-973ھ)

امام ابن حجر مکی کا ذکر شروع میں ہوا تھا۔ آپ اپنی فتاویٰ حدیثیہ میں لکھتے ہیں:

"ہمارے یہاں میلاد واذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں وہ زیادہ تر نیک کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مثلاً ان میں صدقات دیئے جاتے ہیں ذکر کیا جاتا ہے حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی مدح کی جاتی ہے۔"

(الفتاوی الحدیثیہ، ص:202)

25. علامہ قطب الدین حنفی (م 988ھ)

علامہ قطب الدین حنفی نے اپنی کتاب "تاریخ مکہ المشرفہ" میں اہل مکہ کے جشن میلاد کو بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہر سال باقاعدگی سے بارہ ربیع الاول کی رات حضور نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کی جاتی ہے۔ تمام علاقوں سے فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں۔ یہ جلوس مسجد سے نکل

کر سوق اللیل سے گزرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتا ہے۔ اور اس سلطنت شریفہ کے لئے دعا کرتا ہے۔ پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آنے کے بعد باب شریف کی طرف رخ کرتے ہیں اور مقام شافعیہ کے پیچھے مسجد کے وسط میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور رئیس زم زم حرم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ بعد ازاں قاضی بادشاہ وقت کو بلاتے ہیں، حرم شریف کا نگراں اس کی دستار بندی کرتا ہے اور صاحبان فراش کے شیخ کو بھی خلعت سے نوازتا ہے۔ پھر عشاء کی اذان ہوتی ہے اور لوگ اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر حرم پاک کے نگراں کی معیت میں مسجد سے باہر جانے والے دروازے کی طرف فقہا آتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

(تاریخ المکۃ المشرفہ، ص:355)

26. حضرت ملا علی قاری (م 114ھ)

آپ اپنی کتاب "المورد الروی فی مولد النبی ونسبۃ الطاہر" میں لکھتے ہیں:

"فرمان باری تعالیٰ: ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے'' میں یہی خبر و اشارہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت کی تعظیم بجا لائی جائے اور اس لئے ضروری ہے کہ اظہار تشکر میں مذکورہ صورتوں پر اکتفا کیا جائے۔ جہاں تک سماع وغیرہ کا تعلق ہے تو کہنا چاہیے کہ اس میں سے جو مباح اور جائز ہے اور اس دن کی خوشی میں ممدوح معاون ہے تو اسے میلاد کا حصہ بنانے میں کوئی ہرج نہیں اور جو حرام اور مکروہ ہیں اسے منع کیا جائے۔

(المورد الروی فی مولد النبی، ص:17)

27. امام مجدد الف ثانی (971-1034ھ)

مکتوبات شریف میں ہے:

"اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ (ممنوعہ) امر نہ پائے جائیں تو پھر کون سا امر مانع ہے۔

(مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب نمبر:72)

28. امام علی بن ابراہیم الحلبی (975-1044ھ)

آپ اپنی کتاب سیرت حلبی میں لکھتے ہیں:

"میلاد شریف منانے اور اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا عمل جائز و مستحب ہے۔"

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون 1:84)

29. شیخ عبدالحق محدث دہلوی

آپ اپنی شہرآفاق کتاب "اخبارالاخیار" کے آخر میں لکھتے ہیں:

"اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد منعقد کرتا ہوں اور اس میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں، اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں۔ (اخبارالاخیار، ص:605)

30. شاہ عبدالرحیم دہلوی (1054-1131ھ)

شاہ ولی اللہ دہلوی کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں:

"میں ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا لیکن ایک سال کھانے کا اہتمام نہ کر سکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا حضور کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش و خرم تشریف فرما ہیں۔"

(الدرالثمین فی مبشرات خیرالامین، ص:40)

31. شیخ اسماعیل حقی (1063-1137ھ)

"میلاد شریف منانا آپ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے جب کہ وہ منکرات سے پاک ہو۔ امام سیوطی نے فرمایا ہمارے لئے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہار تشکر کرنا مستحب ہے۔

(تفسیر روح البیان 9:56)

32. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (114-1174ھ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو تمام مکاتب فکر میں یکساں طور پر مقبولیت حاصل ہے۔ شاہ صاحب میلاد النبی کے قائل تھے۔ آپ کے والد ماجد بھی تھے اور آپ کے سلسلے کے شیوخ اور اساتذہ بھی میلاد النبی کو جائز مستحب قرار دیتے تھے۔ آپ نے مکہ شریف کی ایک محفل میلاد میں شرکت فرمائی جس کا ذکر اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فرمایا:

"میں مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعث سے پہلے ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہوگئی۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا۔ نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دو میں سے کون سا معاملہ تھا۔ بہرحال میں نے ان انوار میں غور وخوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہدہ میں شرکت پر مامور و مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ انوار رحمت کا نزول بھی ہو رہا ہے۔ (فیوض الحرمین، ص:80)

33. شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (1159-1239ھ)

لخت جگر شاہ ولی محدث دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"اور ماہ ربیع الاول کی برکت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا امت کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اتنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکتوں کا ان پر نزول ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ 1:163)

34. شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م 1277ھ)

آپ اپنے رسالہ "اثبات المولد ولقیام" میں فرماتے ہیں:

"ہمارے نبی وآقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کی دلائل کے بارے میں پوچھنے والوں، اے علماء! جان لو کہ محفل میلاد شریف ایسی آیات وصحیح احادیث کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے۔ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کمال، شان پر دلالت ہوتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت، معراج، معجزات کا بیان ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کی سنت رہی ہے۔ اور صرف غافلین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر سے غفلت برتی ہے۔ پس تمہارا انکار ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔"

(اثبات المولد والقیام)

35. مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی (1228-1279ھ)

مفتی عنایت کاکوروی نے اردو زبان میں سیرت مصطفی پر سب سے پہلی کتاب تواریخ حبیب الہ لکھی ہے۔ یہ کتاب آج بھی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ اسی کتاب میں ہے:

"ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب سے شریف عظیم حاصل ہوا۔ حرمین شریفین اور اکثر بلاد، اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل، میلاد

شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں، اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب ہے ازدیاد محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ کے۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ متبرک محفل میں مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظّمہ میں مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔

(تواریخ حبیب الہ، ص:14)

36. مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی

مفتی صاحب فرماتے ہیں:

"میلاد النبی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ اس میں کسی فعل ممنوع کا ارتکاب نہ ہو۔ یہ دونوں جائز ہیں۔ ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیل شرعی ہونی چاہئے۔ مانعین کے پاس اس کی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟ یہ کہنا ہے کہ صحابہ کرام نے نہ کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس (مروجہ) نکالا ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔"

(فتاویٰ مظہری، ص:435)

37. ڈاکٹر سر محمد اقبال

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

"منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مقدس کئے گئے ہیں۔ ایک میلاد النبی کا دن بھی ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدنظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔"

(آثارِ اقبال، ص:306)

اکابر علمائے مخالفین کے اقوال

38. نواب صدیق حسن خان بھوپالی:

غیر مقلدین کے مشہور عالم اور ہندوستان میں اہلحدیث مکتبۂ فکر کے قائد نواب صدیق حسن بھوپالی میلاد النبی کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت و دل ہدی ولادت و وفات آنحضرت کا کریں۔ پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اوران روایات و اخبار و آثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔''

''جس کو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر و خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔'' (الشمامۃ العنبر یہ، ص:۵)

39. مولوی وحید الزماں

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

ایسے ہی لوگوں کو سماع، غناء، یا مزامیر یا محفل میلاد منعقد کرنے یا مروجہ فاتحہ پڑھنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے یا ان پر تشدد کرنا نیکی کے بجائے گناہ حاصل کرنا ہے۔

(ہدیۃ المہدی۔ص:۱۱۸)

40. مولوی عبدالحئی لکھتے ہیں:

''جس زمانہ میں یہ طرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے۔اور حرمین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک

کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل، میلاد اور کارِ خیر
کرتے ہیں اور قرأت اور سماعت میلاد میں اہتمام کرتے ہیں اور
ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد
کی محفلیں ہوتی ہیں اور یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیئے کہ ربیع الاول ہی میں
میلاد شریف کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔''

(مجموعہ فتاویٰ۔ ۲: ۲۸۳)

41. شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی:

غیر مقلدین کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''مختصر اسیرۃ الرسول'' کی شرح کرتے ہوئے اس کا بیٹا عبداللہ بن محمد اپنی کتاب مختصر سیرۃ الرسول میں میلاد شریف کے متعلق ابولہب کے واقعے کو نقل کرتا ہے اور امام ابن جوزی کا قول لکھتا ہے:

پس ابن جوزی کہتے ہیں: جب میلاد النبی کی خوشی میں ابولہب جیسے کافر
کے عذاب میں تخفیف ہو جائے تو اس مسلمان کا کیا عالم ہوگا جو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی منائے۔

(مختصر سیرۃ الرسول۔ ص: ۱۳)

42. حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا شمار ہندوستان کے نامور شیوخ میں ہوتا ہے آپ بانی دار العلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے شیخ تھے۔ ان حضرات کا شمار آپ کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ حاجی صاحب کی شخصیت یوں تو ہم اہلِ سنت میں بھی تسلیم شدہ ہے مگر آپ کی شخصیت مخالفین کے یہاں زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ آپ علمائے دیوبند اور ان کے متوسلین کے شیخ اور مربی ہیں۔ حاجی صاحب میلاد النبی کے تعلق

سے اپنی کتاب شمائم، امدادیہ میں لکھتے ہیں:

''مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں، اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔''

(شمائم امدادیہ۔ص:۵۰)

آپ اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں:

''فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔''

(فیصلہ ہفت مسئلہ۔ص:۷)

حاجی صاحب قیام کے متعلق فرماتے ہیں:

''رہا یہ عقیدہ کہ مجلس مولود میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں تو اس عقیدہ کو کفر وشرک کہنا حد سے آگے بڑھنا ہے۔ یہ بات عقلاً ونقلاً ممکن ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر واقع بھی ہوجاتی ہے۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے علم ہوا، آپ کئی جگہ کیسے تشریف فرما ہوئے، تو یہ شبہ بہت کمزور شبہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم، روحانیت کی وسعت کے آگے جو صحیح روایات سے اور اہل کشف کے مشاہدے سے ثابت ہے۔ یہ ادنیٰ سی بات ہے۔''

(شمائم امدادیہ۔ص:۵۰)

جو لوگ میلاد النبی کو بدعت، سیئہ کہتے ہیں وہ لگے ہاتھوں، اپنے شیخ حاجی امداد اللہ کو بھی بدعتی کہہ دیتے ہیں، یہ ان کی قسمت ہے کہ وہ اپنے ہی مشائخ کے وفادار نہیں۔

43. مولوی اشرف علی تھانوی

مولوی اشرف علی تھانوی کا شمار اکابر علمائے دیوبند میں ہوتا ہے۔آج بھی ہندوستان کے کئی مسلمان تھانوی صاحب کے نظریوں کے پیروکار ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ میلادالنبی کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں:

فضل ورحمت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فضل اور رحمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدومِ مبارک لئے جائیں۔اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ دینی ہوں یا دنیاوی اور ان میں قرآن بھی ہے۔سب اس میں داخل ہو جائیں گی۔اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہوجائے گی۔پس تفسیر کی بنیاد پر اس آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادت ظاہری،اس پر خوش ہونا چاہئے۔اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں.......... غرض اصل الاصول تمام مواد فضل ورحمت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہوتی ہیں ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے"

(خطبات میلادالنبی۔ص:۸۴)

تھانوی صاحب اسی خطبات میلادالنبی میں اپنے معمول کے مطابق لکھتے ہیں:

"تو جب یہ مبارک مہینہ (ربیع الاول) آتا تھا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل جس کا تعلق ولادت شریفہ سے ہوتا تھا مختصر طور پر بیان کرتا تھا مگر التزام کے طور پر نہیں کیوں کہ التزام میں تو

علماء کو کلام ہے بلکہ بدوں التزام کی دو وجہ ہے:
ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فی نفسہٖ طاعت و موجب ، برکت ہے۔
دوسرے اس وجہ سے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم لوگ جو مجالس موالید کی ممانعت کرتے ہیں تو وہ ممانعت نفس ،ذکر کی وجہ سے نہیں۔ نفسِ ذکر کو تو ہم لوگ طاعت سمجھتے ہیں بلکہ محض منکرات و مفاسد کے انضمام کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے ورنہ نفس ذکر کا تو ہم خود قصد کرتے ہیں۔

(خطبات میلاد النبی۔ص:۱۹۰)

درج بالا تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب بھی میلاد النبی میں خوشی منانے کے قائل تھے اور ذکر ولادت کو فی نفسہ جائز سمجھتے تھے۔ اعتراض و اختلاف صرف دن معین کرنے اور منکرات کا شامل میلاد ہونے سے ہے۔ اگر میلاد شریف میں منکرات نہ ہو تو ایسے میلاد شریف کی تھانوی صاحب بھی اجازت دیتے ہیں۔ ایسے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ موجودہ میلاد النبی میں ایسا کون سا فعل ہے جو شرعاً ناجائز ہو اور میلاد شریف میں اس کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ جب ایسا کوئی فعل ہے ہی نہیں تو میلاد النبی تھانوی صاحب کے معیار پر بھی جائز ہوا۔

44. علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ:

اختلافی اور اعتقادی نوعیت کے چند سوالوں کے جواب میں مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے ایک کتاب ''المنہد علی المفند'' مرتب کی تھی۔ جس پر تمام اکابرین علمائے دیوبند کی تصدیق و تائید موجود ہے ۔ ان تائید کرنے والے علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ ''المہند'' میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔''

اس کتاب کے سوال ۲۱ میں ہے:

''کیا تم لوگ اس کے قائل ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر بدعت سیہ حرام ہے یا اور کچھ؟''

علمائے دیوبند نے اس کا متفقہ جواب یوں دیا:

''حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعت سیہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی نسبت ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ کا ہو یا آپ کے بول و براز، نشست و برخاست اور بیداری وخواب کا تذکرہ ہو۔''

(المہند علی المفند۔ص:۶۰)

جولاگ میلاد النبی کو بدعت سیہ یا ناجائز کہتے ہیں وہ جانے کس کی پیروی کرتے ہیں علمائے دیوبند تو حضور کی سواری کے گدھے کے پیشاب کو بھی بدعت سیہ نہیں کہتے۔ ذکر ولادت تو دور کی چیز ہے۔ جولوگ خودکو دیوبندی کہتے ہیں انہیں اپنا نظریہ اپنے علماء کے موافق کرنا چاہیئے۔

قارئین کرام! درج بالا سطور میں میلاد النبی کے تعلق سے علمائے امت کے نظریوں کا عمیق مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ مطالعہ اس بات کا صاف صاف انکشاف کر رہا ہے کہ ہر زمانے کے علما نے میلاد النبی منایا، حتیٰ کہ مخالفین جنہیں آج اپنے مسلک کی اساس قرار دیتے ہیں ان لوگوں نے بھی میلاد کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ابن تیمیہ اور عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا حوالہ اوپر گزر چکا۔ علمائے دیوبند کے شیخ حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا فیصلہ دنیا والوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا، اشرف علی تھانوی اور دیگر ذمہ دار افراد کی تحریریں بھی قابل ذکر

ہیں اور آخر میں ''المہند'' کی عبارت ایک آخری فیصلے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایسی صورت میں جب اکابرینِ امت سے میلاد کے جواز کا فتویٰ مل گیا اور اسلاف نے میلاد کو جائز تسلیم کر لیا تو کسی کس و ناکس کے کہنے سے میلاد شریف ناجائز کیسے ہو سکتا ہے۔ آج ہمیں میلاد النبی کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشش کرنی چاہیئے اور پوری دنیا میں اسلام کے پیغام، امن کو پہنچانا چاہیئے۔ میلاد النبی یقیناً اسلام کے پیغام کو پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔



ممالک اسلامیہ میں عید میلاد النبی کی تاریخ

اہلِ اسلام شروع سے ہی میلاد النبی منعقد کرتے آئے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے باب میں ذکر ہوا۔ آج کل یہ جھوٹ پھیلایا جاتا ہے کہ میلاد النبی کو ایجاد کرنے والے برصغیر ہند و پاک کے مسلمان ہیں۔ جب کہ کاملانِ امت ایک زمانے سے میلاد النبی کا انعقاد کر رہے ہیں۔ بلادِ اسلامیہ میں میلاد النبی کی ایک روشن تاریخ ہے۔ پچھلے باب میں مکہ معظّمہ اور اربل وغیرہ کے واقعات، میلاد کا ذکر ہوا تھا اس باب میں مکہ معظّمہ کے علاوہ دیگر علاقوں میں میلاد النبی کا ذکر ہوگا۔

1. مدینہ منورہ میں محفل میلاد النبی

حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں:

''اہلِ مدینہ اللہ انہیں زیادہ کرے، بھی اسی طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجالاتے ہیں۔

یہی حضرت ملا علی قاری امام برہان الدین بن جماعہ شافعی کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب وہ مدینہ شریف میں قیام پذیر تھے تو میلادِ نبوی کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے

تھے اور فرماتے تھے کہ میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفل میلاد کا اہتمام کرتا۔

(المورد الروی فی مولد النبی۔ص:۱۵)

2. مصر اور شام میں محفل میلاد النبی

حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں:

''محافل میلاد کے اہتمام میں اہلِ مصر اور اہلِ شام سب سے آگے ہیں اور سلطان مصر ہر سال ولادت باسعادت کی رات محفل میلاد منعقد کرنے میں بلند مقام رکھتا ہے۔فرمایا کہ میں ۷۸۵ھ میں سلطان ظاہر برقوق کے پاس میلاد کی رات الجلیل العلیۃ کے قلعہ میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ قراء و واعظین ،نعت خواں،شعرأ اور دیگر خدام کے درمیان بادشاہ نے انعامات کو تقسیم کیا۔ دس ہزار مثقال سونا، خلعتیں ،انواع اقسام کے کھانے مشروبات،خوشبوئیں، شمعیں اور دیگر چیزوں سے نوازا جوان کے معاشی حالت کو بہتر کر سکتا تھا۔ اس وقت میں نے ایسے ۲۵ خوش الحان قراء شمار کیے جو اپنی مسحور کن آواز سے سب پر فائق تھے، اوران میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور اعیان سلطنت سے ۲۰ کے قریب خلعتیں لئے بغیر اسٹیج سے اترا ہو۔''

(المورد الروی فی مولود النبی۔ص:۱۴)

3. اندلس اور روم میں میلاد النبی

سلاطین، اندلس اور شاہان بلاد مغرب (یوم ولادت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) رات کے وقت قافلے کی صورت میں نکلتے جس میں بڑے بڑے ائمہ وعلماء شامل ہوتے۔ راستے میں

جگہ جگہ سے لوگ ان کے ساتھ ملتے جاتے اور یہ سب اہلِ کفر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرتے۔ میرا غالب گمان ہے کہ اہل روم بھی کسی طرح ان سے پیچھے نہیں تھے اور وہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح محافل میلاد منعقد کرتے تھے۔

(المورد الروی فی مولد النبی۔ص:۱۴)

4. برصغیر ہندو پاک میں میلاد النبی

حضرت ملا قاری لکھتے ہیں:

''جیسا کہ بلند پایہ نقاد علماء اور اہل قلم حضرات نے مجھے بتایا ہے ہندوستان کے لوگ دوسرے ممالک کی بہ نسبت بڑھ چڑھ کر ان مقدس اور بابرکت تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں اور وہاں جونہی ماہ مقدس اور بابرکت زمانے کا آغاز ہوتا ہے لوگ عظیم الشان محافل کا اہتمام کرتے ہیں جن میں قرأ حضرات اور عوام وخواص میں فقراء منش لوگوں کے لئے انواع اقسام کے کھانوں کا انتظام کیا جاتا۔ مولود شریف پڑھا جاتا اور مسلسل تلاوت قرآن کی جاتی، باآواز بلند نعتیہ ترانے (قصیدے) پڑھے جاتے اور فرحت وانبساط کا متعدد طریقوں سے اظہار کیا جاتا ہے۔ میلاد النبی کی اس بابرکت و مکرم مجلس کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ اس دور کے علماء و مشائخ میں سے کوئی بھی اس میں حاضر ہونے سے انکار نہ کرتا یہ امید کرتے ہوئے کہ اس میں شریک ہو کر نور و سرور اور تسکین قلب حاصل کریں۔''

ایک دفعہ شہنشاہ دوراں شاہ ہمایوں نے خواہش کی کہ ہمارے شیخ زین الدین محمود ہمدانی نقشبندی کے ہمراہ مجلس منعقد کرے اور ان کی کچھ مالی اعانت کرے مگر شیخ نے آنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ سلطان کو اپنے پاس آنے سے بھی روک دیا۔ بادشاہ نے اپنے وزیر بیرم

خان سے اصرار کیا کہ کوئی تدبیر کی جائے تو وزیر نے سنا کہ شیخ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں، بس اس نے بادشاہ کو خبر بھیجا کہ شاہانہ کھانے اور مشروبات تیار کئے جائیں اور ایک علمی مجلس کا انعقاد کیا جائے جس پر تمام اکابرین اور کارکنان سلطنت مدعو ہوئے۔ شیخ اپنے مریدوں کے ساتھ تشریف لائے۔ سلطان اور وزیر نے مل کر بڑے ادب سے شیخ کے ہاتھ دھلوائے۔

اسلامی تاریخ کے مطابق جس طرح کی میلاد شریف کا انعقاد ہمارے اسلاف کرتے تھے ہم اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتے۔ اس کی نظیر پیش کرنا تو دور کی بات ہے۔ ان کی اسی سخاوت وتحدیث، نعت اور اظہار تشکر کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی سلطنتوں میں برکت نازل فرماتا تھا۔ بعد میں جب میلاد النبی کے منکرین پیدا ہوئے، اور اللہ کی اس نعمت عظمیٰ کے ناشکرے بڑھنے لگے تو سلطنت اسلامیہ بھی سکڑ کر رہ گئی۔ آج بھی اگر میلاد النبی کا اہتمام نیک نیتی اور صدق دلی سے کیا جائے تو اللہ کی نعمت یقینی طور پر نازل ہوگی۔



میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماعِ امت

امت کی اکثریت اگر کسی مسئلے پر متفقہ طور پر جمع ہو جائے تو اسے اجماعِ امت کہتے ہیں۔

1. قرآن پاک کے اندر سورۂ اعراف میں ہے:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ

(اعراف۔آیت:۱۸۱)

''اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے (جنت کے لئے) پیدا کیا ہے، ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔''

تفسیر مدارک میں اس آیت کے ضمن میں ہے:

''یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے۔''

(تفسیر مدارک۔ج:۲۔ص:۸۷)

2. مشکوٰۃ شریف میں ہے:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوادِ اعظم

(جمہور علمائے مسلمین) کی پیروی کرو جو کوئی جماعت (جمہور علمائے مسلمین) سے دور ہوا، وہ دوزخ میں ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام۔ ج:۱۔ص:۳۰)

3. حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "تحقیق کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت (سواد اعظم) پر ہے۔ اور جو کوئی جماعت سے الگ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الاعتصام۔ ج:۱۔ص:۳۱)

4. حضرت ابو ذر سے روایت ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جماعت (سواد اعظم) سے بالشت بھر جدا ہوا تحقیق کہ اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال دیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الاعتصام ج:۱۔ص:۳۱)

5. مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مستدرک اور دیگر حدیث کی مشہور کتابوں میں ہے:

"جس چیز کو اہل اسلام اچھا مانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔"

(مسند احمد۔ ۷:۴۵۳، حدیث:۳۴۱۸، مستدرک:۱۰:۲۵۷۔ حدیث:۴۴۳۹

6. سنن ابن ماجہ میں حدیث ہے:

"جب علمائے دین میں اختلافات دیکھو تو جس پر سواد اعظم ہو اس کی پیروی کرو۔"

(سنن ابن ماجہ۔ ۱۱:۴۴۲، حدیث:۳۹۴۰)

درج بالا حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ اجماع امت کی اسلام میں ایک انفرادی حیثیت ہے۔ اجماع کا فیصلہ کسی بھی مسئلے پر جواز کے لئے کافی ہے۔ یہاں امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علمائے کرام کا قول یاد رہے کہ میلاد النبی تمام ممالک و

امصار کے مسلمان مناتے ہیں۔ جب میلاد النبی پر اجماع ہو گیا اور ایک زمانے سے علمائے اسلاف اس کے جواز کے قائل ہیں تو میلاد النبی کا انکار کرنا ممکن نہیں۔ اگر میلاد شریف کا انکار کیا گیا تو بزرگانِ اسلاف کو بدعتی قرار دینا پڑے گا۔ نیز جب مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا تو یہ امر نا جائز کیسے ہوا۔ شمائم امدادیہ میں حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد شریف کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ علمائے حرمین اسے جائز سمجھتے ہیں ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہیئے ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

قارئین کرام! انصاف کریں .... تاریخ اور سیرت کی کتابیں میلاد شریف منانے کی ایک طویل تاریخ بتا رہی ہیں۔ کثیر تعداد میں علماء منا رہے ہیں۔ اگر میلاد شریف منانا بدعت یا نا جائز ہوتا تو زمانہ گزشتہ میں ہی اس کے خلاف آواز بلند کی جاتی۔ جب اکابرین نے منایا تو ہم اصاغر سے بھی کمتر مسلمانوں کو چوں و چرا کرنے کی گنجائش کس نے دی۔ نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق سوادِ اعظم سے کٹنے والا دوزخ میں جاتا ہے۔ اب بھی وقت ہے جماعت مسلمین سوادِ اعظم سے جڑ جائیں اور دوزخ سے محفوظ ہو جائیں بیشک ذکر مصطفیٰ کرنے والے کا انجام جنت ہے۔



کیا میلاد النبی بدعت ہے؟

میلاد النبی کے تعلق سے ایک مشہور و معروف اعتراض یہ ہے کہ یہ بدعت ہے۔ بدعت کا نام دے کر معترضین میلاد النبی کو ناجائز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ بہت افسوس ہوتا ہے کہ جو لوگ بدعت بدعت کی رٹ لگاتے ہیں اور دوسروں کو بدعتی کہتے ہیں خود ان کے پاس بدعت کا کوئی معیار نہیں ہے۔ اگر وہ بدعت کی ایک صحیح اور جامع تعریف بتا دیں تو خود اہل علم فیصلہ کر لیں گے کہ میلاد النبی اس زمرے میں شامل ہے یا نہیں۔ دوسروں کو بدعت کا سرٹیفیکٹ دینے والے لوگ بدعت کی تعریف بتائیں یہ نہ بتائیں مگر میں اپنے قارئین کو بتاتا ہوں کہ بدعت کی تعریف کیا ہے:

(۱) فتح الباری میں امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"اصل بدعت یہ ہے کہ اسے بغیر کسی سابقہ نمونہ کے ایجاد کیا گیا ہو۔"

(فتح الباری، ۴: ۲۵۳)

بدعت کی اصطلاحی تعریف اہلِ علم یوں بیان کرتے ہیں:

"بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام جس کی شریعت میں اصل موجود نہ ہو جو

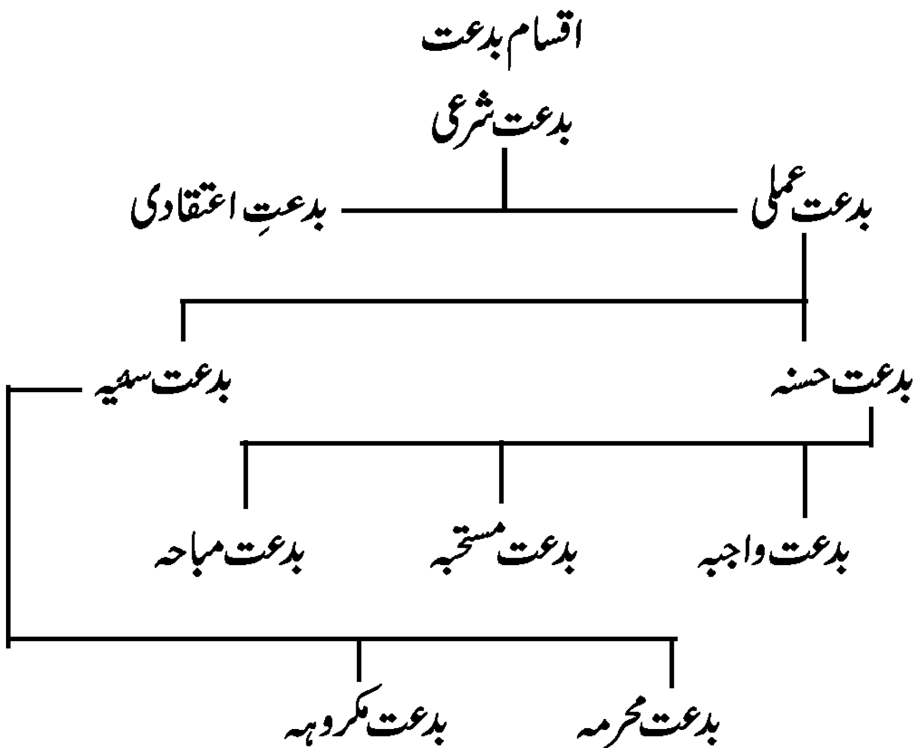
اس پر دلالت کرے، لیکن ہر وہ معاملہ جس کی اصل شریعت میں موجود
ہو وہ شرعاً بدعت نہیں، گر چہ لغوی اعتبار سے بدعت ہوگا۔"

(جامع العلوم والحکم۔ص:۲۵۶)

(۲) علماء کے نزدیک بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ، مخالفین عموماً بدعت سیئہ والی حدیث کو ہر جگہ فٹ کرتے ہیں مگر صحیح مسلم میں حدیث ہے:

"جو شخص اسلام میں کسی نیک کام کی بنیاد ڈالے تو اس کے لئے اس کے اپنے اعمال کا بھی ثواب ہے اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ہے۔ بغیر ان کے ثواب میں کمی کے اور جس نے اسلام میں کسی بری بات کی ابتداء کی تو اس پر اس کے اپنے عمل کا بھی گناہ ہے اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا بھی گناہ ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔"

(صحیح مسلم۔ ۳:۲۰۴۷، حدیث:۱۰۱۷)



بدعت شرعی کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت عملی اور بدعت اعتقادی

بدعت عملی:

ہر وہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوا خواہ دینی ہو یا دنیوی، صحابہ کے زمانے میں میں ہو یا اس کے بعد۔

بدعت عملی کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدعت حسنہ اور (۲) بدعت سیہ

بدعت حسنہ:

وہ نیا کام جو کسی سنت کے خلاف نہ ہو، بدعت حسنہ کہلاتا ہے۔ تراویح کا با جماعت اہتمام فرما کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نعمة البدعة هٰذِهٖ یہ اچھی بدعت ہے۔

بدعت حسنہ کی تین قسمیں:

(۱) بدعت واجبہ:

وہ کام جو اپنی ہیئت میں تو بدعت ہو لیکن اس کا وجود واجب کی طرح دین کی ضرورت بن جائے اور اسے ترک کرنے سے دین میں حرج واقع ہو۔ جیسے قرآنی آیات پر اعراب، فہمِ دین کے لئے صرف ونحو کی درس وتدریس، اصولِ تفسیر، اصول حدیث فقہ اور دیگر علوم عقلیہ وغیرہ کی تعلیم کا اہتمام، دینی مدارس کا قیام، درس نظامی کے نصابات اور ان کے اصلاحات سب بدعت واجبہ ہیں۔

(۲) بدعت مستحبہ:

جو کام اپنی ہیئت میں نیا ہو لیکن شرعاً ممنوع ہو نہ واجب کی طرح ضروری ہو بلکہ عام مسلمان اسے مستحسن امر سمجھتے ہوئے ثواب کی نیت سے کریں تو اس کا نہ کرنے والا گناہ گار بھی نہیں لیکن کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ جیسے مسافر خانوں اور مدارس وغیرہ کی تعمیر وغیرہ، ہر وہ اچھی بات جو پہلے نہیں تھی اس کا ایجاد کرنا بھی بدعت مستحبہ ہے (بشرطیکہ مخالف سنت نہ ہو) جیسے نمازِ تراویح کی جماعت تصوف وطریقت کے باریک مسائل کا بیان، محافلِ میلاد، محافلِ

عرس وغیرہ جنہیں عام مسلمان ثواب کی خاطر منعقد کرتے ہیں اوران میں شرکت نہ کرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا۔

(۳) بدعتِ مباحہ:

وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اسے مسلمان صرف جائز سمجھ کر ثواب کی نیت کے بغیر اختیار کریں، فقہانے فجر وعصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنے اور عمدہ عمدہ جدید کھانے اور مشروبات کے استعمال کو ''بدعت مباحہ'' کہا ہے۔

بدعت سئیہ:

وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی راہ نکالے جو اس دین میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

بدعت سیئہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بدعت محرمہ:

وہ نیا کام جس سے دین میں تضاد، اختلافات، اور انتشار ہو، مثلاً قدریہ جبریہ مرجیہ اور قادیانی وغیرہ جیسے نئے نئے مذاہب کا وجود میں آنا، اسے بدعت ضلالہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) بدعت مکروہہ:

جس نئے کام سے سنت موکدہ یا غیر موکدہ چھوٹ جائے وہ بدعت مکروہہ ہے۔

یوں تو بدعت ہر اس نئی چیز کو کہتے ہیں جو پہلے نہ ہو لیکن ہر بدعت اور ہر نئی بات بدعت ضلالہ یا بدعت سیئہ کی وعید میں داخل نہیں ہے۔ مخالفین ہر اس چیز اور ہر اس کام کو بدعت کہتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیاتِ ظاہری اور اس کے بعد کے زمانہ صحابہ و تابعین (قرون اولیٰ) میں نہ ہوا ہو۔ مگر اس غلط تعریف کے لپیٹ میں خود وہ لوگ بھی آجاتے ہیں کیونکہ وہ بھی اس زمانہ میں نہ تھے۔ بعد میں پیدا ہوئے۔ لامحالہ بدعت کی درج بالا تقسیم کو ماننا پڑے گا امت محمدیہ کے ہزاروں علمانے اقسامِ بدعت کی اسی طرح تصریح فرمائی ہے (جس طرح سے میں نے اوپر ذکر کیا) اب مخالفین کا یہ کہنا باطل ثابت ہوا کہ جو چیز زمانہ

رسالت یا صحابہ وتابعین کے دور میں نہ ہو وہ بدعت سعیہ اور ممنوع ہے۔

کل بدعۃ ضلالہ کی تحقیق

اس قدر وضاحت کے باوجود بھی جب میلاد النبی کا ذکر آتا ہے تو مخالفین کو ایک ہی حدیث یاد آتی ہے ''کل بدعتہ ضلالہ و کل ضلالہ فی النار'' (مسلم) ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ وہ عوام سے کہتے ہیں کہ دیکھو، رسولِ پاک تو اس معاملے میں اتنی سختی کریں اور ہم اور تم کھلے عام بدعت کا ارتکاب کریں۔ یہ ان لوگوں کا آخری ہتھیار ہوتا ہے جس سے وہ عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ہم ان کے اس مغالطے کی بھی قلعی کھولتے ہیں۔ یہ تو متفقہ طور پر تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ کسی حدیث کی تفہیم شارحین و محدثین اور ائمہ اسلام سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔ حدیث ہم بھی سمجھتے ہیں اور حدیث محدثین و شارحین بھی سمجھتے ہیں مگر ہم سمجھنے میں ان کے محتاج ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں بخاری مسلم محدثین سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ جب اس قاعدے پر سب متفق ہیں تو چلئے محدثین و شارحین عظام سے پوچھتے ہیں کہ آیا اس حدیثِ پاک کا اطلاق میلاد النبی یا ان جیسی چیزوں پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

> ''اور جو حدیث میں ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ اس حدیث کو بدعت محرمہ (سعیہ) پر محمول کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ کسی پر نہیں۔''

(فتاویٰ حدیثیہ۔ ص: ۲۰۳)

حضرت ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں جسے مشہور دیوبندی عالم مولوی شبیر احمد دیوبندی نے فتح الملہم بشرح صحیح مسلم میں نقل کیا ہے:

> ''یعنی ہر بری بدعت گمراہی ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اسے
اس عمل کا اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر ملے گا۔ اور یہ کہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن
کریم جمع کیا اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ نے اسے صحیفہ میں لکھا
اور عہد عثمانی میں اس کی تجدید کی گئی۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ ۱:۲۱۶، فتح الملہم، ۲:۴۰۶)

درج بالا قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل بدعت ضلالہ کا اطلاق میلاد النبی پر نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ وعید بدعت سیہ کے لئے آئی ہے۔

کچھ ایسی چیزیں جنہیں بدعت نہیں کہا جاتا

بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے صرف میلاد النبی کو ہی بدعت کہتے ہیں ورنہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام کے دور میں نہیں تھیں بعد میں نکالی گئیں مگر آج کل سارے مسلمان انہیں ضروریات میں سے سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

(۱) دینی مدارس (۲) پختہ مساجد (بلند مینار و محراب)
(۳) مسافر خانے (۴) نماز میں زبان سے نیت
(۵) قرآن پاک پر اعراب اور پاروں، رکوع اور رموز او قاف کا تعین
(۶) احادیث کے اقسام (اسناد و اقسام)
(۷) بذریعہ ہوائی جہاز حج کرنا (۸) مدارس کے موجودہ نصاب

کچھ ایسے جلسے جنہیں بدعت نہیں کہا جاتا

(۱) مجلس ختم بخاری (۲) مختلف مسائل پر سمینار

(۳) سالانہ اجتماعات (۴) سعودی عرب کا قومی دن

(۵) دارالعلوم دیوبند کا جشن صد سالہ

(۶) تحریک ریشمی رومال کا صد سالہ جشن

(۷) سالانہ ''اہلحدیث کانفرنس''

عید میلاد النبی کو بدعت کہنا خصوصاً بدعت سیہ کہنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ اس میں کونسا ایسا کام ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر نیا اسلام گڑھ لیا گیا ہے۔ یا ایسا کونسا کام کیا جاتا ہے کہ جس سے اسلام کی بنیاد منہدم ہو جاتی ہے اور سنت کا مٹ جانا لازم آتا ہے۔ میلاد النبی کو علماء نے اگر بدعت حسنہ کہا بھی ہے تو بمعنی اجتہاد کہا ہے اور بدعت حسنہ تو خود داخل سنت ہے۔ جیسا کہ امام عبدالغنی نالبسی نے فرمایا:

''جو بدعت حسنہ مقصود شرع کے مطابق ہو اس کو بھی سنت کہا جائے گا۔''

میلاد النبی کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے اور اس کی موجودہ ہیئت کذائیہ کے جواز پر بھی سلف سے خلف تک علماء کا اجماع ہے۔ ہمارے لئے اتنی دلیل کافی ہے۔ پھر وہ کون سا محبِ مصطفیٰ ہے جسے اظہارِ محبت کے لئے دلیل کی ضرورت پڑے۔ جو مصطفیٰ جان رحمت کی آمد پر خوش ہے وہ جشن ضرور منائے گا۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں



میلادالنبی پر لفظ عید کا اطلاق

آسان زبان میں عید خوشی کے دن کو کہا جاتا ہے۔ہم یوم ولادت مصطفیٰ کو عید کہتے ہیں کیوں کہ یہ خوشی کا دن ہے۔مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں دو ہی عیدیں ہیں۔یہ تیسری کہاں سے آئی۔آیئے ان کے اس اعتراض کا عالمانہ جائزہ قرآن وحدیث اور علمائے اسلام کے اقوال وافعال سے لیں:

(۱) قرآن نے ایک اصول دیا ہے،سورۂ مائدہ میں ہے:

''(حضرت) عیسیٰ نے عرض کی اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر
آسمان سے ایک خوان (نعمت) اتار کہ وہ ہمارے لئے ''عید'' ہو،
ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی اور وہ نعمت تیری طرف سے نشانی ہو۔''

ہر صاحبِ عقل کے لئے سادہ حقیقت سمٹ کر سامنے آتی ہے،دیکھئے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر خوان (نعمت) نازل ہوا تو اسے عید کا دن قرار دیا گیا۔آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اگر ایک نعمت کے نازل ہونے سے وہ ''عید کا دن'' قرار پایا تو حضور علیہ السلام تمام نعمتوں کی

جان ہیں۔نعمت عظمیٰ ہیں۔وجہ تخلیق کائنات ہیں۔آپ کی ولادت کا دن عید کیوں نہ کہلائے۔

(۲) جمعہ کے دن کو عید کہا گیا:

ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک یہ (جمعہ) کا دن عید ہے۔جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ۔۱:۳۴۹۔حدیث:۱۹۸۱)

کہاں گیا معترضین کا اعتراض کہ اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔اگر اسلام میں دو ہی عیدیں تسلیم کی جائیں تو جمعہ کا بطور "عید" انکار ہوگا جس سے آقا علیہ السلام کے فرمان کی صریح مخالفت ہوگی۔اگر جمعہ بھی عید ہے تو ہر مہینے میں چار جمعہ آتے ہیں اور سال بھر میں ۵۶ جمعہ ہوتے ہیں پھر دو عیدین کو اس میں شامل کیا تو سال کی کل ۵۸ عیدیں بنتی ہیں۔اسلام میں کل ۵۸/عیدیں ہیں۔صرف دو عیدیں نہیں ہیں، ہر عید کا اپنا ایک انفرادی مقام ہے۔عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا تقابل جمعہ سے کرنا پھر ان عیدوں کا تقابل عید میلاد النبی سے کرنا اپنے آپ میں ایک بیوقوفی ہے۔عید میلاد النبی نہ عید الفطر جیسی ہے نہ عید الاضحیٰ جیسی ہے، نہ ہفتے کی عید یوم الجمعہ پر اس کا قیاس کیا جاسکتا ہے۔عید میلاد النبی کا مقام ان عیدوں سے بھی اعلیٰ ہے۔یہ عیدوں کی عید ہے۔اگر یہ عید نہ آتی تو نہ عید الفطر ملتی نہ عید الاضحیٰ ملتی۔، دنیا کی ہر نعمت اس عید کی محتاج ہے، جسے اہلِ جہاں عید میلاد النبی کہتے ہیں۔

اسی بناء پر علمائے کرام نے میلاد النبی پر عید کے اطلاق کو ناجائز نہیں لکھا۔ان کے نزدیک "عید میلاد النبی" شرعاً جائز و مستحب ہے۔یہاں اکابر ائمہ اسلام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے جو میلاد النبی پر لفظ عید کے اطلاق کے قائل تھے۔

میلاد النبی کو عید کہنے والے ائمہ اسلام

(۱) امام ابن الاثیر جزری (المورد الروی ص:۶۱)

(۲) ابن عباد (انوار قطب مدینہ ص ۴۶۴)

(۳) امام شمس الدین سخاوی (تفسیر روح البیان ج:۹ ص:۵۶)

(۴) امام یوسف بن اسمٰعیل (مبہانی) (حجۃ اللہ علی العالمین ج:۱ ص:۳۷۸)

(۵) شارح بخاری امام قسطلانی (المواہب الدنیہ ج:۱ ص ۱۴۷)

(۶) شیخ ابوطیب مالکی (حسن المقصد فی عمل المولد ص:۶۶)

(۷) شیخ فتح اللہ بنانی مصری (مولد خلق اللہ ص:۱۶۵)

(۸) شیخ ابن تیمیہ (اقتضاء الصراط المستقیم ص:۴۰۴)

(۹) مولوی اشرف علی تھانوی

(وعظ السرور بظہور النور ملقب بہ ارشاد العباد فی عید المیلاد، میلاد النبی: وعظ نمبر ۳)

قارئین کرام! قرآن و حدیث اور علمائے کرام کے اقوال سے ثابت ہوا کہ میلاد النبی کو عید کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شرعی طور پر عید میلاد النبی کہنے میں کوئی خرابی یا حرج نہیں ہے۔ اصل بات اس مسئلے میں یہ ہے کہ جو لوگ حضور کی آمد اور ولادت باسعادت کو اللہ کی نعمت سمجھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں وہ لوگ اس دن کو 'عید' کہتے ہیں۔ باقی جنہیں آمدِ مصطفیٰ ''احسان الٰہی'' نہیں لگتا اور جو شکر گزاری نہیں کرتے وہ لوگ میلاد النبی کو عید کہنے کے قائل نہیں۔ فیصلہ آپ کا ہے کہ آپ کس زمرے میں جانا چاہتے ہیں۔



بارہ ربیع الاول یومِ ولادت یا یومِ وفات

تقریباً ہر سال جیسے ہی ربیع النور شریف کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو معترضین یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول حضور علیہ السلام کا یومِ وفات ہے۔ چنانچہ اس دن خوشی اور مسرت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ ان کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو صحابہ کی آنکھیں اشکبار تھیں پھر ہم کیوں خوشی منائیں۔ اسی مغالطے کا کچھ اثر عوام پر بھی ہوتا ہے مگر یقین مانیں مخالفین کی یہ بات صرف اور صرف جھوٹ پر مبنی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ جیسا کہ جمہور محققین و مورخین کا نظریہ ہے:

(۱) حضرت امام ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

جمہور کے نزدیک یہی قول (۱۲ ربیع الاول) مشہور ہے۔

(البدائیہ والنہایہ ج:۲ ص:۲۶)

(۲) مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:

ولادت شریفہ مکہ مکرمہ میں وقت طلوعِ فجر کے روز دوشنبہ شبِ دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے۔

(الشمامۃ العنبریہ، ص:۷)

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

جمہور کے قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت شریفہ ہے۔

(میلاد النبی، ص:۹۱)

۱۲ ربیع الاول کو کثرت کے ساتھ محققین نے یوم ولادت لکھا ہے جس میں خود معترضین کے اکابر علماء شامل ہیں۔

۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت لکھنے والے ائمہ کرام

(۱) امام ابن جریر طبری (تاریخ طبری، ج:۲ ص:۱۲۵)

(۲) امام محمد بن اسحاق، امام بن ہشام (السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ج:۱ ص:۱۸۱)

(۳) امام ابن جوزی (الوفاء، ج:۱ ص:۹۰)

(۴) علامہ ابن خلدون (تاریخ ابن خلدون، ج:۲ ص:۷۱۰)

(۵) امام ابوالفتح الشافعی (عیون الاثر ج:۱ ص:۲۶)

(۶) امام ابن حجر مکی (النعمۃ الکبریٰ، ص:۲۰)

(۷) امام حاکم (مستدرک ج:۲ ص:۶۳)

(۸) امام برہان الدین حلبی (سیرتِ حلبیہ ج:۱ ص:۵۷)

(۹) امام بیہقی (دلائل النبوۃ ج:۱ ص:۷۴)

(۱۰) امام ابن حبان (السیرۃ النبویہ، ج:۴ ص:۳۳)

(۱۱) امام سخاوی) (التحفۃ اللطیفہ، ج:۱ ص:۷)

(۱۲) امام ابوالحسن ماوردی (اعلام النبوۃ ج:۱ ص:۲۷۰)
(۱۳) ملا معین واعظ کاشفی (معارج النبوۃ ج:۱ ص:۳۷)
(۱۴) علامہ عبدالرحمن جامی (شواہد النبوۃ ص:۲۲)
(۱۵) محدث سید جمال حسینی (رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب ص:۹)
(۱۶) امام ابو معشر نجیع (السیرۃ النبویہ: امام ذہبی ج:۱ ص:۷)
(۱۷) ملا علی قاری (المورد الروی :۹۸)
(۱۸) شارح بخاری امام قسطلانی (المواہب الدنیہ ج:۱ ص:۱۴۲)
(۱۹) امام زرقانی (زرقانی علی المواہب ج:۱ ص:۱۳۲)
(۲۰) امام حسین بن محمد دیار بکری (تاریخ الخمیس ج:۱ ص:۱۹۶)
(۲۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ماثبت بالسنۃ، ص:۱۴۹)
(۲۲) امام یوسف نبہانی (حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۱۷۲)

علمائے دیوبند وغیر مقلدین کے اقوال

(۲۳) نواب صدیق حسن بھوپالی (الشمامتہ العنبر یہ فی مولد خیر البریہ ص:۷)
(۲۴) سید سلیمان ندوی (رحمت عالم، ص:۱۳)
(۲۵) شیخ عبدالستار (اکرام محمدی، ص:۲۷۰)
(۲۶) شیخ صادق سیالکوٹی (سید الکونین، ص:۵۹)
(۲۷) ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری (سیرتِ کبریٰ ج:۱ ص:۲۲۴)
(۲۸) مفتی محمد شفیع (کراچی) (سیرت خاتم الانبیاء ص:۲۰)
(۲۹) شیخ اشرف علی تھانوی (ارشاد العباد فی عید المیلاد ص:۵)
(۳۰) شیخ اسلم قاسمی (سیرت پاک ص:۲۲)
(۳۱) ولی رازی (ہادی العالم ص:۴۳)

(۳۲)سید ابوالاعلیٰ مودودی (سیرت سرور عالم ج:۱ص:۹۳)

(۳۳)سید محمد میاں دیوبندی (سیرت مبارکہ ج:۱ص:۶)

(۳۴)سید ابوالحسن علی ندوی (قصص النبین ج:۵ص:۴۸)

(۳۵)سرسید احمد خان (سیرت محمدی ص:۲۱۷)

(۳۶)قاری محمد طیب (خطبات حکیم الاسلام ج:۲ص:۱۴)

(۳۷)مفتی زین الدین سجاد (تاریخ ملت ص:۳۴)

(۳۸)احتشام الحق تھانوی (ماہنامہ محفل لاہور: مارچ ۱۹۸۱ء ص:۶۵)

(۳۹)خواجہ محمد اسلام (محبوب کے حسن و جمال کا منظر ص:۱۱)

(۴۰)مفتی اعزاز علی دیوبندی (نفحتہ العرب، ص:۱۴۱)

(۴۱)طالب ہاشمی (ہمارے رسول پاک، ص:۴۳)

(۴۲)احمد علی لاہوری (ہفت روزہ خدام الدین ۱۸ مارچ ۱۹۷۷ء ص:۷)

(۴۳)عبدالماجد دریابادی (رسول نمبر، ماہنامہ خاتون پاکستان ص:۳۶)

(۴۴)عنایت علی شاہ (باغِ جنت ص:۲۸۹)

(۴۵)قاضی نواب علی (رسول اکرم ص:۲)

(۴۶)عبدالمعبود دیوبندی (تاریخ المکتہ المکرمہ ص:۲۱۱)

امام ابن عساکر زبیر بن بکار، امام ابن الجوزی اور امام ابن الجزری نے ۱۲ ربیع الاوّل کے یوم میلاد ہونے پر اہلِ تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔اس کے علاوہ اہلِ مکہ، اہلِ مدینہ اور تمام بلاد اسلامیہ میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو یوم میلاد منانے کا قدیم معمول ہے۔

تاریخ وصال کی تحقیق

(۱۔ربیع الاوّل)

(۱)حضرت عروہ بن زبیر، (۲)حضرت موسیٰ بن عقبیٰ،

(۳) امام ابن شہاب زہری، (۴) امام ابونعیم الفضیل، (۵) شبلی نعمانی

(۲ ربیع الاوّل)

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس، (۲) حضرت انس بن مالک، (۳) حضرت سعید بن زبیر، (۴) امام سلیمان بن طرح خان التیمی، (۵) حضرت عشرہ بن عبدالرحمن، (۶) حضرت سعد بن ابراہیم الزہری، (۷) حضرت محمد بن قیس المدنی، (۸) حضرت امام بن باقر بن امام زین العابدین۔

امام ابن حجر عسقلانی نے مفصل بحث کر کے ۲ ربیع الاول کو ترجیح دی ہے۔ اور ۱۲ ربیع الاوّل کے وصال ہونے کو عقل و نقل کے خلاف کر کے اسے راوی کا وہم اور غلط قرار دیا ہے۔

(فتح الباری ج:۸ ص:۱۶۰)

المختصر یوم ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے اس پر علماء کا اجماع ہے اور تاریخ وصال پر محققین کا اختلاف ہے۔

غم منانے کی ممانعت اور خوشی منانے کا حکم

بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ بقول معترضین ۱۲ ربیع الاوّل ہی یوم وفات ہے تو یہ کہاں سے ثابت ہے کہ اس روز خوشی نہیں منا سکتے۔ قرآن پاک میں سورہ مریم میں ہے۔

''اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا'' (مریم:۱۵)

انبیاء کی ولادت اور وصال دونوں ہی سلامتی ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے:

''میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے تم مجھ سے گفتگو کا شرف پاتے ہو اور تمہیں احادیث بیان کی جاتی ہیں اور میرا وصال تمہارے حق میں بہتر ہے۔ جب میرا وصال ہو جائے گا، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے اگر میں بھلائی دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا

اور اگر شر دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا"

(احقاق بحوالہ مسند بزار ج:۵ ص:۲۱۸)

غم منانے کے متعلق موطا امام مالک میں ہے:

"ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کسی وفات یافتہ پر ۳ دن سے زیادہ غم نہ منائیں، مگر شوہر پر"

(موطا امام مالک ص:۲۱۸)

جب غم منانے کا حکم شریعت نے دیا ہی نہیں تو ہم کیوں غم منائیں۔ مخالفین کے پاس کیا دلیل ہے کہ ربیع الاوّل میں غم منایا جائے۔ خوشی منانے کا حکم قرآن دے رہا ہے۔ اظہار تشکر اور تحدیثِ نعمت کا حکم قرآن دے رہا ہے۔ اور کچھ لوگ قرآن کے خلاف عمل کرتے ہوئے غم منانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ۱۲/ربیع الاوّل کے دن وفات النبی کے واقعات اہلِ تشیع کی طرح رو رو کر سناتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ان کے شیخ ابن تیمیہ نصیحت کرتے ہیں:

"مصیبتوں کی یادگار منانا دینِ اسلام سے نہیں۔"

(اقتضاء الصراط المستقیم ص:۲۴۷)

دوسری چیز یہ ہے کہ غم مردہ کا منایا جاتا ہے ہم اپنے نبی کو زندہ مانتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے زمین کے لئے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، پس اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔"

(ابن ماجہ، حدیث:۱۶۳۷)

۱۲/ربیع الاول محققین کے نزدیک یوم ولادت ہے۔ اس دن کو یومِ وصال کہنا اجماع کے خلاف ہے۔ اگر ۱۲ ربیع الاوّل یوم وفات مانا بھی جائے تو غم منانا ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ غم منانے کی حد تین دن ہے پھر غم منانے کا معمول اسلاف سے ثابت نہیں ہے۔ شریعت نے غم منانے کی مذمت کی ہے۔ اور ائمہ نے ہمیشہ میلاد الرسول منا کر اظہار تشکر کیا

ہے ۔ اس مسئلے کی شکل آئینہ سے بھی زیادہ صاف ہے ۔ بس دیکھنے والا صاحبِ نظر ہو تو انکشاف حق ہو سکتا ہے، مگر ہر کسی کی آنکھیں ہر کچھ نہیں دیکھ سکتیں، کبھی کبھی حق سامنے ہوتا ہے مگر آنکھوں پہ پردہ پڑا ہوتا ہے۔ دل پر مہر لگی ہوتی ہے۔ ذہن میں تعصب بھرا ہوتا ہے۔ ایسے میں ہر چیز غلط معلوم ہوتی ہے:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے



معمولاتِ میلاد النبی کا جواز

مجالس اور اجتماعات کا جواز:

عید میلاد النبی کے پرمسرت موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر ولادت کے لئے اور آپ کی سیرت وفضائل کے تذکرہ کے لئے خصوصی اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ لوگ ان محافل میں انتہائی عقیدت واحترام اور جوش وخروش سے شریک ہوتے ہیں اور اپنے قلوب واذہان کو محبوب خدا کے ذکر جمیل سے معطر کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کی مجلس میں خود اپنی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث (باب نمبر ۳ میں) گزری جو مطلب بن ابی وداعہ سے مروی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس موقع پر اپنی ولادت اور نسبت شریف کا ذکر فرمایا ہے۔ آقا علیہ الاسلام نے دیگر موقعوں پر صحابہ کے درمیان اپنی ولادت کا ذکر کیا ہے۔ میلاد شریف کرنا حضور علیہ السلام کی سنت ہے، اور میلاد شریف سننا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ میلاد شریف کے محافل اسلاف کی بھی سنت ہے۔ ایک زمانے سے انعقاد ہو رہا ہے۔ جمہور کا عمل بھی مجلس میلاد کے جواز کے لئے کافی ہے۔

نعت خوانی کا جواز:

(۱) میلاد شریف کی محفل میں ثنا خوان، مصطفیٰ نبی علیہ السلام کی شان میں نعت پڑھتے ہیں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسان کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے اور وہ اس پر کھڑے ہوتے اور رسول اللہ کے متعلق (کفار و مشرکین کے مقابلہ میں) فخریہ اشعار پڑھتے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے۔

(جامع ترمذی ۵:۱۳۸ حدیث:۲۸۴۶)

(۲) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضاء کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے آگے آگے چلتے ہوئے بلند آواز کہہ رہے تھے:

خلّو بنی الکفار عن سبیله
الیوم ، نضر بکم علی تنزیه
ضرباً یزیل الهام عن مقیله
ویذهل الخلیل عن خلیله

اے اولاد کفار! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو، آج ہم تمہیں حکم قرآن کی مار ماریں گے۔ ایسی مار جو کھوپڑی کو اپنی جگہ سے دور کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

اس پر حضرت عمر نے فرمایا:

اے ابن رواحہ تم حضور کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر کہہ رہے ہو؟

حضرت عمر کی بات سن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمر اسے کہنے دو یہ اشعار ان کفار کے دلوں پر تیر برسانے سے بھی زیادہ تیز ہیں۔''

(جامع ترمذی ۵:۱۳۹ حدیث:۲۸۴۷)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے کیا خوب منظر کشی کی ہے:

غیض سے جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

نعت شریف پڑھنا صحابہ کی سنت ہے اور نعت شریف سن کر داد و تحسین سے نوازنا مصطفیٰ کریم کی سنت ہے۔ ذیل میں ان صحابہ کرام کی فہرست دی جاتی ہے جو بارگاہ نبوت میں نعت خوانی کا شرف رکھتے ہیں:

(۱) حضور کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (السیرۃ النبویہ ابن اسحاق ۲۱۳)
(۲) حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ (المستدرک حاکم ۳:۳۶۹ حدیث: ۵۴۱۷)
(۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جمہرۃ الاشعار العرب حدیث: ۱۰)
(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (جمہرۃ الاشعار العرب حدیث: ۱۰)
(۵) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (جمہرۃ الاشعار العرب حدیث: ۱۰)
(۶) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (جمہرۃ الاشعار العرب حدیث: ۱۰)
(۷) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (الوفا با احوال مصطفیٰ ۱:۴۶۳)
(۸) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری ۱:۳۸۷ حدیث: ۱۱۰۴)
(۹) سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا (صحیح بخاری: ۴:۱۶۱۹ حدیث: ۴۱۹۳)
(۱۰) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری ۱:۱۷۳ حدیث: ۴۴۲)
(۱۱) حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ (مستدرک حاکم ۳:۶۷۰ حدیث: ۶۴۷۷)
(۱۲) حضرت قتیلہ بنت حارث القرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (السیرۃ النبویہ ابن حشام ص: ۶۳۵)
(۱۳) حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ (الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب ۱۴۶:۶)
(۱۴) حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (الاحاد المثانی ۶۵۳)

درج بالا فہرست میں مذکور صحابہ کرام کے علاوہ اور بھی اصحاب بارگاہ مصطفیٰ میں نعت

شریف کا نظرانہ پیش کرتے تھے ہم نے بغرض اختصار صرف چودہ صحابہ کرام کا نام ذکر کیا ہے۔

چراغاں کا جواز:

جشن میلاد النبی کے موقع پر عاشقانِ مصطفیٰ چراغاں کا اہتمام کرتے ہیں۔ گلیوں، علاقوں، اور دکانوں کو سجاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت آمنہ کے گھر کو نور سے منور کر دیا۔

(۱) حضرت آمنہ سے ایک روایت مروی ہے:

"جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا تو میں نے دیکھا کہ بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصرہ کے محلات روشن ہو گئے۔"

(صحیح ابن حبان ۱۴: ۳۱۳ حدیث: ۶۴۰۴
طبرانی معجم الکبیر ۲۴: ۲۱۴ حدیث: ۵۴۵)

(۲) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو (میں خانہ کعبہ کے پاس تھی) میں نے دیکھا کہ خانۂ کعبہ نور سے منور ہو گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں۔"

(الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، ۱: ۴۵۹، تاریخ طبری ۱: ۴۵۴)

کھانا کھلانے کا جواز:

میلاد النبی کے موقع پر صاحبان استطاعت لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں ان کا یہ عمل اظہار تشکر اور تحدیث نعمت کے لئے ہوتا ہے اور بموجب حکمِ الٰہی ہے:

واشکرو نعمته الله ان کنتم ایاہ تعبدون (نحل ۱۶:۱۱۴)

اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔

میلاد شریف کے موقع پر انواع اقسام کے کھانے تقسیم کئے جاتے ہیں مٹھائی اور شیرنی تقسیم کی جاتی ہے یہ عمل اللہ اور اس کے رسول کی رضا کی نیت سے ہوتا ہے۔

(۱) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ أَسِيْرًا
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا
شُكُوْرًا

(الدہر، آیت: ۸،۹)

اور اللہ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں محتاجوں کو، یتیموں کو، اور قیدیوں کو کہتے ہیں ہم تو محض اللہ کی رضا کے لئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواست گار ہیں نہ تمہارے شکر گزاری کے۔

(۲) حضور علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے:

"تم سے بہتر ہیں وہ جو کھانا کھلاتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔"

(مسند احمد بن حنبل ۶:۱۶ حدیث: ۳۳۹۷)

جلوس محمدی کا جواز:

عید میلاد النبی کے دن عاشقانِ مصطفیٰ، درود و سلام کے ساتھ جلوس نکالتے ہیں اور دنیا والوں کو امن کا پیغام دیتے ہیں جلوس نکالنا بھی صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے۔

کتب سیرۃ احادیث میں حضور نبی کریم کا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آمد کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"ان دنوں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کسی روز بھی متوقع تھی، مدینہ منورہ کے مرد و زن بچے اور بوڑھے ہر روز جلوس کی شکل میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے استقبال کے لئے مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر قباء کے مقام پر جمع ہو جاتے جب ایک روز سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کی مسافتیں طے کرتے ہوئے نزولِ اجلال فرمایا تو اس دن اہل مدینہ کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی۔ اس دن ہر فرد فرطِ مسرت میں گھر سے باہر نکل کر آیا اور شہر مدینہ کے گلی کوچوں میں ایک جلوس کا سماں نظر آنے لگا۔"

امام رویانی کے مطابق اہلِ جلوس نعرہ لگا رہے تھے:

"اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے۔"

اہل مکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو جلوس نکالا کرتے تھے جیسا کہ چراغاں کے زیرِ عنوان ذکر کیا گیا۔ جلوس محمدی میں شرعاً قباحت نہیں ہے بلکہ یہ ایک پیغام دیتا ہے۔ جب جلوس نکلتا ہے تو دیگر مذاہب والے اسے دیکھتے ہیں اور حتی الامکان متاثر ہوتے ہیں کیوں کہ عید میلاد النبی "یوم انسانیت" کے طور پر منایا جاتا ہے۔



سوال وجواب

سوال: میلاد النبی کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: شریعت کا اصول ہے: الاصل فی الاشیاء الاباحہ، اصل تمام اشیاء میں مباح ہے۔ یعنی کوئی بھی چیز تب تک ناجائز نہیں کہی جائے گی جب تک شریعت اسے ناجائز نہ کہے۔ چنانچہ ہر چیز جائز ہے سوائے ان چیزوں کے جسے اللہ ورسول نے حرام قرار دیا ہو۔ اس قاعدے کے مطابق جو میلاد شریف کو جائز مانتے ہیں انہیں دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ جو ناجائز مانتے ہیں انہیں دلیل دینا پڑے گا کیونکہ جائز ہونے کے لئے دلیل نہیں چاہئے ناجائز ہونے کے لئے چاہئے کہ شریعت نے کہاں منع کیا ہے۔

سوال: کیا میلاد النبی کی اصل قرآن سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں! عید میلاد النبی کی اصل قرآن سے ثابت ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو فضل اور رحمت فرمایا ہے پھر نعمتوں پر خوشی منانے کا حکم بھی دیا ہے۔ چنانچہ میلاد النبی اللہ کے انہیں ارشادات کی تعمیل ہے۔

سوال: کیا لفظ میلا دالنبی ساتویں صدی کی ایجاد ہے؟ اس سے قبل اس کا وجود تھا یا نہیں؟

جواب: ترمذی شریف کتاب المناقب میں ایک باب ہے "ماجاء فی میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ، ایک زمانے سے محدثین آپ کی ولادت کے واقعات جمع کر رہے ہیں۔ مستند سیرت کی کتابیں ان حدیثوں سے بھری پڑی ہیں، بخاری مسلم میں بھی آپ کی ولادت و بعثت کے واقعات موجود ہیں۔ لفظ میلا دالنبی محدثین کا استعمال شدہ ہے۔ ساتویں صدی کی اختراع نہیں ہے۔

سوال: کیا حضور نے اپنا میلاد منایا؟

جواب: حضور علیہ السلام نے اپنا میلاد بکرے ذبح کر کے اور یومِ دوشنبہ کو شکرانہ روزہ رکھ کے منایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ولادت کو خصوصیت دی۔ اور اس دن کی عظمت کو صحابہ کے سامنے ظاہر کیا۔

سوال: کیا حضور علیہ السلام اپنی ولادت کا ذکر فرماتے تھے؟ جیسا کہ آج کے مقررین کرتے ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بر سر منبر اپنی ولادت کا ذکر فرمایا جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ حضور علیہ السلام اکثر صحابہ کے مجمعوں میں اپنی ولادت کا ذکر فرماتے تھے۔

سوال: کیا صحابہ کرام نے حضور کا میلاد منایا؟

جواب: جی ہاں ! صحابہ کرام اکثر و بیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و بعثت پر شکر کا اظہار کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے واقعات صحابہ سے ہوتے ہوئے ہی ہم تک پہنچے ہیں۔

سوال: اگر صحابہ میلا دالنبی کے قائل تھے تو قرون اولیٰ میں میلا دالنبی دھوم دھام سے کیوں نہیں منائی گئی؟

جواب: آقا علیہ السلام کا پردہ فرمانا صحابہ کرام کے لئے ایک سانحہ تھا حضور علیہ السلام کا وصال

صحابہ کرام کے لئے لائق برداشت نہیں تھا اسی بناء پر کئی صحابہ کرام نے دار فانی سے کوچ کرلیا۔ اسی سانحے کی وجہ سے دھوم دھام اور انتظام و اہتمام پر زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں ہر چیز سادگی کے ساتھ انجام پذیر ہوتی تھی۔ حدیث نویسی قرون اولیٰ میں بھی تھی مگر حدیث کی کتابیں بعد میں تیار ہوئیں۔ فقہ کے مذاہب کا وجود بعد میں ہوا۔ قرون اولیٰ کے بعد ہر چیز کا اہتمام ہوا تو میلاد النبی بھی اہتمام کے ساتھ منائی جانے لگی۔

سوال: نعت ایک قسم کا گانا ہے اور اسلام میں گانا نا جائز ہے؟

جواب: نعت شریف کوئی گانا نہیں ہے نہ ہی اسلام میں نعت خوانی نا جائز ہے نعت پڑھنا صحابہ کی سنت ہے۔ آقا علیہ السلام خود حضرت حسان کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھاتے تھے جس پر حضرت حسان نعت شریف پڑھتے تھے۔

سوال: کیا میلاد النبی کو اربل کے بادشاہ ابو سعید مظفر نے ایجاد کیا تھا؟

جواب: نہیں! بادشاہ ابو سعید مظفر نے میلاد النبی کا اہتمام و انتظام بہت وسیع پیمانے پر کیا تھا۔ اس قدر اہتمام کے ساتھ اس سے قبل میلاد النبی اس طرح سے نہیں منایا گیا تھا۔ ہم بادشاہ ابو سعید مظفر کو میلاد النبی کا اہتمام کرنے والا کہہ سکتے ہیں مگر ایجاد کرنے والا نہیں کہہ سکتے کیوں کہ میلاد شریف کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

سوال: کیا بادشاہ ابو سعید مظفر جابر و ظالم تھا؟ کیا اس کے دربار میں لہو لعب ہوتا تھا؟

جواب: اس کا جواب مجھ سے مت پوچھئے، بہتر ہے کہ امام ابن کثیر سے پوچھا جائے انہوں نے اپنی ''البدائیہ والنھائیہ'' میں اس بادشاہ کو سلطان عادل کہا ہے اور اس کے بہادری اور دلیری کی تعریف کی ہے، بہتر ہے کہ امام ابن کثیر کی باتوں پر اعتبار کیا جائے۔

سوال؟ کیا عید میلاد النبی ہندوستان کے مسلمانوں کی ایجاد ہے؟ کیا دیگر ممالک میں بھی

اس کا دستور تھا؟

جواب: علامہ قطب الدین حنفی نے تاریخ مکہ شریف میں اہل مکہ کے میلاد شریف کا ذکر کیا ہے اور علامہ ملا علی قاری نے ''المورد الروی'' میں تمام بلاد اسلامیہ کے اندر میلاد النبی کی تاریخ کو نقل کیا ہے۔ ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ میلاد النبی ہندوستان سے قبل مکہ، مدینہ اور دیگر اسلامی ملکوں میں منعقد ہوتا تھا۔ ہندوستان میں اہل حرمین کی پیروی میں مسلمان سلطانوں نے میلاد النبی کا انعقاد کروایا۔

سوال: آج کل سعودی عرب میں میلاد النبی کیوں نہیں منایا جاتا؟ اگر اہل مکہ میلاد شریف کے قائل تھے تو اب کیوں نہیں مناتے؟

جواب: سعودی عرب میں پچھلے ستر (۷۰)، اسّی (۸۰) سالوں سے میلاد النبی نہیں منایا جاتا، اس سے قبل خوب اہتمام و انتظام کے ساتھ منایا جاتا تھا۔ اس نہ منانے کے پیچھے سیاست کا بڑا رول ہے۔ جب سے سعودی عرب میں غیر مقلدیت اور وہابیت کو ماننے والی حکومت برسر اقتدار آئی ہے، تب سے میلاد النبی نہیں منایا جاتا۔ وہاں بزرگانِ دین اور اکابرین کے مزارات بھی شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اور بھی بہت سے مظالم ڈھائے گئے ہیں سب کچھ برسر اقتدار حکمرانوں کے مذہبی نظریوں اور تعصب کا نتیجہ ہے ورنہ میلاد منانے کی تاریخ نہ منانے کی تاریخ سے زیادہ طویل اور قابلِ پیروی ہے۔

سوال: کیا عید میلاد النبی پر علماء کا اجماع ہے؟

جواب: جیسا کہ امام سخاوی، امام سیوطی اور حضرت ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ میلاد النبی ہر زمانے اور ہر علاقے کے مسلمان مناتے تھے۔ نیز اس کو جائز اور مستحب بھی سمجھتے تھے۔ کثرت کے ساتھ علماء نے اس کے جواز پر اقوال نقل کئے ہیں۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ میلاد النبی پر امت کا اجماع ہے۔

سوال: امت کا اجماع کیا اہمیت رکھتا ہے؟

جواب: مسند احمد میں حدیث ہے: جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ واقعی میں اچھی ہے۔ آقا علیہ السلام نے سواد اعظم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور بشارت دی ہے کہ امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ جب آقا علیہ السلام نے فرمادیا کہ سواد اعظم گمراہی پر جمع نہ ہوگی تو امت کا اجماع ایک قوی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال: کیا ضروری ہے کہ ہر معاملے میں علمائے اسلاف کی پیروی کی جائے؟

جواب: قرآن میں حکم ہوا ہے کہ اللہ، رسول اور امر والوں کی پیروی کرو، اگر تم نہیں جانتے تو ذکر والوں سے پوچھو، قرآن نے اہل علم کی پیروی کا حکم دیا ہے اگر جماعت سے جدا ہوئے تو ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

سوال: اسلام میں دو ہی عیدیں ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟

جواب: اسلام میں صرف دو عید نہیں ہے بلکہ جمعہ کو بھی عید کہا گیا ہے اور سال بھر میں ۵۶ جمعہ ہوتے ہیں، دو عیدین، شامل کرنے سے سال کی ۵۸ عیدیں بنتی ہیں۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ میلاد النبی کو عیدین پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اس کا مقام منفرد ہے۔ یہ عیدوں کی عید ہے اس کے صدقے ہمیں عید الفطر بھی ملی ہے۔ اور عید الاضحیٰ بھی۔

سوال: کیا ۱۲ ربیع الاوّل یوم ولادت ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ یوم وفات (بارہ وفات) ہے۔ یوم میلاد النبی نہیں ہے؟

جواب: ۱۲ ربیع الاوّل یوم ولادت ہے۔ اس پر علمائے اسلام کا اجماع ہے۔ باقی اسی تاریخ کا یومِ وفات ہونا ایک اختلافی امر ہے۔ اکثریت کے ساتھ علماء نے ۲ ربیع الاوّل کو تاریخِ وصال بتایا ہے۔ بعض محققین وائمۂ اسلام، ۱۲ ربیع الاوّل کو تاریخ وصال عقلی و نقلی طور پر نہیں مانتے۔

سوال: کیا بارہ ربیع الاوّل کو غم منانا چاہیئے؟

جواب: موطا امام مالک میں ہے کہ ۳ دن سے زیادہ کسی پر سوگ نہیں منایا جا سکتا شریعت نے غم منانے کی اجازت نہیں دی ہے۔ نہ ہی ائمہ اسلاف نے غم منانے کا ذکر کیا ہے وہ حضرات خوشی منانے کے قائل تھے۔ ہمیں بھی ان کی پیروی کرنی چاہیئے۔

سوال: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بھی زندہ ہیں؟

جواب: ابن ماجہ شریف میں حدیث ہے کہ زمین انبیاء کی جسموں کو نہیں کھا سکتی۔ انبیاء اللہ کی بارگاہ میں زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم کلمہ میں صاف صاف کہتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر نبی علیہ السلام معاذ اللہ مردہ ہوتے تو کلمہ یہی بنتا کہ محمد اللہ کے رسول تھے۔ جیسا کہ پچھلی امتوں میں ہوتا تھا ایک نبی کے وصال کے بعد دوسرا نبی آتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبین ہیں تو قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و نبوت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

سوال: کیا میلاد النبی بدعت ہے؟

جواب: میلاد النبی کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ باقی رہا موجودہ ہیئت کا سوال تو اس میں بعض چیزیں بدعت حسنہ مستحبہ ہیں اور بدعت حسنہ داخل سنت ہوتی ہے۔

سوال: کیا ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے؟

جواب: مسلم شریف کی اس حدیث سے مراد بدعت سیہ ہے۔ جیسا کہ امام ابن حجر وغیرہ نے فرمایا۔ اگر اس سے مراد ہر بدعت لی جائے تو مدرسہ بنانا بدعت ہے، نہ کسی رسول نے بنایا نہ کسی صحابی نے، مگر ہر سال اس کے نام پر چندہ کیا جاتا ہے کوئی اسے ناجائز نہیں کہتا کیونکہ یہ بدعت حسنہ ہے۔ اگر یہی معیار مقرر کیا جائے کہ ہر بدعت ناجائز ہے تو آج جو عالیشان مسجدیں بنائی جاتی ہیں، چار منزلہ، پانچ منزلہ نہ نبی کے زمانے میں بنیں نہ صحابہ کے زمانے میں تو انہیں بھی بدعت کہنا پڑے گا اور بنانے والوں کو بدعتی ماننا پڑے گا جو کسی بھی طور پر قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہر بدعت

کو ناجائز کہنا خودساختہ اور خانہ ساز اصول ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

سوال: بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر وہ نیا کام جس کی اصل شریعت میں موجود نہ ہو بدعت کہلاتا ہے۔

سوال: بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: عام طور پر بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیہ۔

سوال: بدعت سیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ نیا کام جو کسی سنت کے مخالف ہو اسے بدعت سیہ کہتے ہیں۔

سوال: بدعت حسنہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ نیا کام جو کسی سنت کی مخالفت نہ کرے بدعت حسنہ کہلاتا ہے۔

سوال: آج کل میلاد شریف بزنس ہو گیا ہے۔ مقررین ہزاروں لاکھوں روپئے لیتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل اسلام میں جائز ہے؟

جواب: میلاد النبی کو معاذ اللہ بزنس کہنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ اگر کچھ مقررین رقم لیتے ہیں تو اپنے دیئے ہوئے وقت کی لیتے ہیں نہ کہ وعظ و تقریر کی۔ پھر یہ مقررین اپنی زندگی وعظ و نصیحت میں وقف کر دیتے ہیں قوم کو بھی ان کے متعلق سوچنا چاہئے۔ لوگ مشاعرے کے شاعروں کو ہزاروں لاکھوں روپئے دینے میں ذرا بھی تردد محسوس نہیں کرتے مگر علمائے کرام خواہ تقاضا کریں یا نہ کریں ان کو کچھ دینے سے پہلے کلیجہ باہر نکل آتا ہے۔ علمائے کرام کی بھی اپنی ایک نجی زندگی ہے۔ گھریلو ضروریات ہیں اگر ہماری روش علماء کے تئیں ایسی ہی رہی تو مستقبل میں ان کی تعداد کم ہو جائے گی۔

سوال: چراغاں کرنا اور گلی محلوں میں ضرورت سے زیادہ لائٹنگ کرنا اسراف ہے؟

جواب: چراغاں اور لائٹنگ سب کچھ زیب و زینت کے لئے کیا جاتا ہے۔ خوشی کے اظہار کے لئے کیا جاتا ہے۔ اسے اسراف نہیں کہا جا سکتا۔

سوال: میلاد شریف میں کھانا کیوں کھلایا جاتا ہے؟ لوگ کھانا کھلانے میں اتنا خرچ کیوں کرتے ہیں؟

جواب: قرآن نے کھانا کھلانے والے کو مومن بتایا ہے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھلانے والے کو بہترین قرار دیا ہے۔

سوال: بارہ ربیع الاوّل میں جلوس محمدی کیوں نکالا جاتا ہے؟

جواب: بارہ ربیع الاوّل کے دن حضرت جبریل امین فرشتوں کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ حضرت بی بی آمنہ کے گھر کے قریب حاضر ہوئے تھے۔ جلوس محمدی دراصل یاد دہانی اور پیغام دینے کے لئے نکالا جاتا ہے۔

سوال: کیا میلاد النبی یہود و نصاریٰ کے بڑے دن کی پیروی ہے؟

جواب: میلاد النبی کو یہود و نصاریٰ کی تقلید کہنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ یہود و نصاریٰ سال میں ایک بار ہی اپنے نبی کا برتھ ڈے مناتے ہیں۔ باقی سال بھر غائب رہتے ہیں اور ہم لوگ سال بھر میلاد النبی منانے کے قائل ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ماہ ربیع الاول کو کیونکہ یہ ماہِ ولادت ہے اور خصوصاً ۱۲ ربیع الاوّل کو کیونکہ اسی دن ولادت باسعادت ہوئی۔

سوال: میلاد النبی میں قیام کیوں ہوتا ہے؟ قیام غیر اللہ کے لئے شرک ہے تو میلاد النبی شرک ہوا؟

جواب: اگر قیام عبادت کی نیت سے ہو تو غیر اللہ کے لئے شرک ہے مگر ہر قیام عبادت کے لئے نہیں ہوتا، کلاس میں ٹیچر کے آنے پر طلباء کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسا تقریباً تمام اسکولوں میں ہوتا ہے تو اس طرح تمام اسکولوں کے طلباء مشرک ہوئے۔ مگر ایسا نہیں کہہ سکتے کیوں کہ انکا یہ قیام استاد کی تعظیم کے لئے ہوتا ہے۔ میلاد شریف میں لوگوں کا قیام تعظیم اور محبت کے لئے ہوتا ہے اس لئے اسے شرک کہنا غلط ہے۔

سوال: میلاد شریف میں فضول خرچی کیوں ہوتی ہے؟

جواب: میلاد شریف میں کوئی فضول خرچی نہیں ہوتی۔ اللہ ورسول کی راہ میں جتنا دیا جائے کم ہے۔

سوال: میلاد شریف رات دیر تک ہوتی ہے، اس سے لوگ فجر کی نماز نہیں پڑھ پاتے؟

جواب: ضروری نہیں کہ میلاد شریف رات ہی میں ہو۔ کبھی کبھی دن میں بھی ہوتی ہے۔ اور پھر رات میں ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پوری رات ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۱۲ ،ایک بجے شب ختم ہوجاتی ہے۔ اور آج کل تو لوگ ایسے بھی کافی تاخیر سے سونے کے عادی ہو چکے ہیں۔ باقی فجر کی نماز پابندی سے ادا کرنے والے کسی بھی صورت ادا کر ہی لیتے ہیں۔ اس کے لئے میلاد شریف کو موردالزام قرار دینا بے وقوفی ہے۔

سوال: کیا میلاد شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں؟

جواب: تشریف لانا حضور علیہ السلام پر فرض یا واجب نہیں۔ البتہ آپ کے اختیار میں ہے چاہیں تو تشریف لے آئیں۔ جیسا کہ شمائم امدادیہ میں لکھا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قوت و اختیار میں تشریف لانا ہے تو یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ آپ تشریف نہیں لاتے۔ چنانچہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: جلوس نکالنے والے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب: جلوس نکالنے والے نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔ ہمارے یہاں ظہر کی نماز کے بعد جلوس نکلتا ہے اور نمازِ عصر سے پہلے ختم ہوجاتا ہے۔ ظہر اور عصر کے درمیان بھی کوئی نماز ہوتی ہے تو بتا دیجئے۔



لمحہ فکریہ

یوم ولادت مصطفیٰ پر خوشی کا اظہار کرنا مستحب امر ہے۔شروع سے لے کر آخر تک مختلف دلائل اس پر پیش کئے گئے ۔مختلف موضوعات پر شبہات کو دور کیا گیا۔ دلائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جس مصطفیٰ کریم کی آمد سے تمام نعمتیں حاصل ہوئیں کیا اس پیارے نبی کا میلاد ناجائز ہوسکتا ہے؟ جو نبی مطلوب کائنات ہیں تمام خوشیاں جن کے صدقے ہیں ان کا میلاد بدعت سیہ وحرام ہوسکتا ہے؟ دل سے یقیناً نفی میں جواب آئے گا۔آخر کوئی امتی کیسے نبی کے میلاد کو ناجائز کہہ سکتا ہے؟ آخر وہ کس طرح کا امتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوش نہ ہو۔مگر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہی معاشرے میں کچھ لوگ اس کے منکر نظر آتے ہیں وہ بھی ایسے وقت میں جب اسلام مرتدین ومشرکین کی سازشوں سے گھر چکا ہے۔جب ہمیں تعمیر کی ضرورت ہے مگر کچھ لوگ میلاد وفاتحہ کے نام پر تخریب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو مشرک اور بدعتی کہہ دیتے ہیں۔جب تک

ہم اپنا مزاج نہیں بدلیں گے اقوام عالم سے برابری نہیں کر پائیں گے۔ہمیں اسلام کا دامن مضبوطی سے پکڑنا ہوگا۔ متعصبین سے قطع تعلق کرنا ہوگا۔دل میں عشق مصطفیٰ کا چراغ جلانا ہوگا تب کہیں کامیابی کے آثار دکھائی دیں گے:

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

اللہ تعالیٰ ہمیں قول سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے...............

آمین بجاہ سید المرسلین

